لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

جاہلیت کا ظہور نئے نئے روپ میں

فتنے کسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں، اور ایک ہی فتنہ ہمیشہ نہیں ہوتا، نئے نئے فتنے سر اٹھاتے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے نئے نئے خطرے سامنے آتے ہیں، جاہلیت نئے نئے روپ میں سامنے آتی ہے۔ اور بڑے دم خم کے ساتھ میدان میں اترتی ہے، اقبالؒ نے غلط نہیں کہا تھا ع

اگرچہ پیر ہے مومن جواں ہے لات و منات

بڑی خطرناک بات ہے کہ لات و منات یعنی باطل طاقتیں، اور جاہلیت قدیم زندگی اور جوش و خروش سے بھرپور ہوں، اور مؤمن میں جو سیدنا ابراہیمؑ کا وارث اور نائب ہے کہنگی اور فرسودگی، پستی اور افسردگی، کنارہ کشی اور پسپائی کی ذہنیت پیدا ہو جائے، لات و منات نئے دم خم کے ساتھ، نئی امنگوں اور ولولوں کے ساتھ نئی تیاریوں اور نئے طریقوں کے ساتھ نئے نعروں اور نئی للکاروں کے ساتھ میدان میں آئیں، اور مؤمن پر موت کی نیند طاری ہو جائے، اس کے قویٰ میں افسردگی اور اضمحلال پیدا ہو جائے، وہ زندگی کے میدان سے فرار اختیار کرے یا کنارہ کش ہو کر کسی گوشۂ عافیت کو تلاش کر لے، جہاں وہ اپنی زندگی کے دن گذار سکے، اور لات و منات خم ٹھونک کر میدان میں کھڑے ہوں، اور دعوتِ مبارزت دے رہے ہوں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از: عصر جدید کا چیلنج اور اس کا جواب ص ۱۹)

فی شمارہ ۶/ روپے

سالانہ ۱۳۰/ روپے

۲۵/ فروری ۲۰۰۱ء

Regd. No.LW/ NP/ 63

Fax No. : (0522)330020

FORTNIGTLY N.R.I.No- UPURD 03615/24/1/2000-Tc

TAMEER-E-HAYAT

Rs.6/- NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India) ISSUE : 2 Vol.1 No.1

ھوالشافی

ایک بار خدمت کا موقع دیں

روز آنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے فینسی چشموں کا

ایک خاص مقام

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

60082 آپٹیشن ایچ. رحمن

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک منارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

نشکر

شوگر کی کامیاب دوا

• شوگر کی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ دوا

• پیشاب سے شکر کو ختم کر کے خون میں شکر کو کنٹرول رکھتی ہے

HASANI PHARMACY
117/41 . Gwyno Road,
Lucknow - 226018, Ph. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیے

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔ پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat, Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.
Editor : *Shamsul Haq Nadwi*

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

• حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھی رح

مسلمان تو گردن جھکا دینے والا، اللہ و رسولؐ کے حکموں پر مر مٹنے والا، جان و مال کو قربان کر دینے والا، اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اسی تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے سے وہ اللہ کا محبوب اور دوست بن جاتا ہے۔ یاد رکھیے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں ہوسکتی کہ آدمی اللہ کا دوست اور محبوب بن جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے ولی کون لوگ ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔ (اللہ کے دوست) وہ ہیں جو ایمان لائے اور معاصی سے پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کا محبوب بن جانا، ایمان و تقویٰ کی زندگی اختیار کرنا یہ ہے فوز عظیم، لکھ پتی ہو جانا اور دنیا کا بہت مال و متاع جمع کر لینا یہ فوز عظیم نہیں ہے۔ اور اللہ کے جو محبوب بندے ہوتے ہیں ان کی سب سے بڑی یہ صفت بیان کی گئی ہے، کہ وہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ جو ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں ان کے خوف کا یہ حال تھا کہ جب صبح کو اٹھتے تھے تو آئینہ لے کر اس میں اپنا چہرہ دیکھتے تھے، جب لوگ پوچھتے کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں تو فرماتے کہ بھائی میں ڈرتا ہوں کہ گناہوں کی وجہ سے کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

دیکھا آپ نے! باوجود انتہائی تقویٰ اختیار کرنے کے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ حال تھا، انہیں کا ایک دوسرا واقعہ سنیئے، آپ ایک مرتبہ کسی کے یہاں تقریب میں تشریف لے گئے، وہاں دیکھا کہ سرمہ دانی رکھی ہوئی ہے، پوچھا یہ کس چیز کی بنی ہوئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ چاندی کی ہے تو فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہاں چاندی کی سرمہ دانی استعمال ہوتی ہے اس لئے ایسے گھر میں دعوت نہیں کھاتا اور واپس جاتا ہوں یہ کہکر اٹھے اور وہاں سے چل دیئے۔

یاد رکھو ایک آدمی اگر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ ہو جاتا ہے تو وہ بھی گناہ میں شریک سمجھا جاتا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اپنی برادری کو، دوستوں کو تو ناراض نہیں کر سکتے مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کو ناراض کر دیتے ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ جو دہلی میں تھے، تبلیغی جماعت انہیں کی طرف منسوب ہے وہ فرماتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ شادی بیاہ میں بھائی بند کو راضی کرتے ہیں، چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں سے دشمنی اور بگاڑ ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ان کو سو طرح خوشامد کر کے راضی کرتے اور مناتے ہیں۔ حتیٰ کہ پرجوں کو بھی راضی کرتے ہیں ایسے وقت میں وہ بھی اکڑ جاتے ہیں کہ آج تقریب ہے ہم کچھ لے کر رہیں گے۔ اور آپ ان کو دے کر خوش کرتے ہیں۔ اسی کو مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ قیامت نہیں ہے کہ برادری کو راضی کرتے ہو۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہو۔

کہاں ہے امت!! کہ خدا ناراض ہو جائے۔ تو پرواہ نہیں، رسولؐ ناراض ہو جائے تو پرواہ نہیں، قرآن کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں، حدیث کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں، کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اور مومن کی یہی شان ہے؟ صحابہ کرامؓ کو تو ہر وقت اسی کی فکر رہتی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خوش رکھیں، ہائے افسوس! مسلمان کہاں پہنچ چکے ہیں!

(از: روح البیان ص۷۳)

بیداری • اقبالؒ

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے بُرّندہ و بُرّاق
اس کی نگہ شوق پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے جو قوتِ اشراق
اس مرد خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تو بندۂ آفاق ہے وہ صاحبِ آفاق

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء ...... مطابق ...... یکم ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ | شمارہ نمبر ۸

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ -------- =/۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک...... ۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

✓

منیجر

گذارش

خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے

(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اس شمارے میں

۱	تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو	حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپگڈھیؒ	۲
۲	بیداری (نظم)	علامہ اقبالؒ	۲
۳	قربانی کی حقیقت (اداریہ)	ع۔ح۔ن	۵
۴	حج کے مقاصد و منافع	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۶
۵	عید قرباں	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۸
۶	ہم اس کوچہ کے ہر ذرہ کو اپنا دل سمجھتے ہیں	مولانا محمد ثانی حسنیؒ	۱۱
۷	گجرات کے زلزلہ کا درد ہر انسانی دل کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۲
۸	خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر	شمس الحق ندوی	۱۳
۹	شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے	مولانا نذر الحفیظ ندوی	۱۷
۱۰	مسلمان نوجوانوں نے انسانیت کی لاج رکھ لی	معصوم مرادآبادی	۲۰
۱۱	اسلام مساوات کا عملی نمونہ	محمد العردان	۲۲
۱۲	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۴
۱۳	عالم اسلام	مختار احمد ندوی (رائے بریلی)	۲۵
۱۴	بش انتظامیہ کے تئیں امریکی مسلمانوں کا موقف	محمد وثیق ندوی	۲۷
۱۵	ندوہ کے شب و روز	محمد فرمان نیپالی	۲۸
۱۶	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۳۰
۱۷	سلام	حفیظ جالندھریؒ	۳۱
۱۸	نعت	پروفیسر طفیل احمد مدنی	۳۱
۱۹	نعت	ڈاکٹر محبوب محشر	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر =/۸۵

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842. Madina Munawwara (K.S.A.)
برطانیہ	Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St. Cross College. Oxford Ox1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O Box 388. Vereninging.(S Africa)
قطر	Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O Box No. 10894. DOHA-QATAR
دبئی	Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O Box No. 12525. DUBAI (U.A.E.) P.H.No: — 3970927
پاکستان	Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50. Near sau Quater H. No. 109. Town Ship Kaurangi. KARACHI-31 (Pakistan)
امریکہ	Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 68-Conklin Ave. Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

Internet Web-site: http://nadwa.virtualave.ne.
e-mail address: airp@lw1.vsnl.net.in

اداریہ

ع۔ح۔ن

قربانی کی حقیقت

ہم مسلمانوں کی زندگی میں عیدالاضحیٰ ایک یادگار دن ہے اس سے زیادہ قدیم کوئی دوسری عید یا یادگار دن نہیں ہے، اور اس سے زیادہ جدید اور تازہ مسرت کا دن بھی نہیں ہے، قدیم اس قدر کہ عصر نبوت سے ہزار سال پہلے اللہ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔

اِنِّیْ أَرٰی فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی — میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر دوں، سوچ لو تم کس حد تک اس بات پر راضی ہو

بیٹے نے جواب دیا۔

یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ — ابا جان آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گذریئے، ہم کو راضی بہ رضا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قربانی قبول فرمالی، لیکن قربانی لی نہیں، بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے پر آمادگی پورے عزم کے ساتھ سامنے آگئی، لیکن یہ کہ چھری بیٹے کی گردن پر پڑتی اس کی نوبت نہیں آئی علماء نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قربانی طلب فرماتا ہے قربانی لیتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اور اس کے پیغمبر اولوالعزم کی طاعت ایک یادگار بات بن گئی جس طرح حضرت ہاجرہ کا صفا کی پہاڑی سے مروہ کی پہاڑی تک دوڑنا اور پہاڑ پر چڑھ کر دیکھنا کہ کوئی قافلہ تو نہیں آرہا ہے کہ پیاس سے ایڑی رگڑنے والے شیر خوار بچے کو پانی کے چند قطرے فراہم کردے، اللہ کی طرف توجہ اور اس کی عطاء اور بخشش پر یقین عبادت بن گیا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عبدیت، عطاء خداوندی پر یقین، اس کے احکام پر کامل اعتقاد اور اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام تمام اہل ایمان کیلئے ایک بشارت ہے، اور اس بشارت کو ہم ہر سال یاد کرتے ہیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی جگہ جس مینڈھے پر چھری چلی تھی اس کی عملی نقل کرتے ہیں، اس کو عید کا درجہ دیتے ہیں یعنی وہ دن جو بار بار لوٹے اور ہر سال آئے ذبح ہونے والے جانوروں کے تازہ خون اس روایت کو ہر سال تازگی بخشتے ہیں اسی تازگی کو باقی رکھنے کیلئے مسلمانوں کو بارہا جان و مال کی قربانی دینا پڑی ہے۔ سب و شتم کا نشانہ اور طنز و تشنیع کا ہدف بننا پڑا ہے۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی حرمت و عظمت کا یہ کرشمہ ہے کہ آج صرف ایک ملک کی تنگنائی ہی میں نہیں بلکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب ہر براعظم کے بڑے سے بڑے شہر میں اس یادگار دن کو عید کی شکل میں منایا جاتا ہے۔ اور نام بھی اس کا عیدالاضحیٰ رکھا گیا ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی ہزاروں برس سے جاری ہے، اور تا قیامت جاری رہے گی۔

اہل علم اور طلباء کیلئے شروع میں جو قرآن کریم کی آیت نقل کی گئی اِنِّیْ أَرٰی..... قرآن کریم کی معجز بیانی کا ایک شاہکار ہے اس میں "أَرٰی" "أُنْظُرْ" اور "تَرٰی" تینوں کے اندر لفظی انسجام، معجزانہ ترکیب، اور معانی کا کہکشانی تصور ایک معجزانہ ادب ہے، جو دماغ کو اپنی طرف گرویدہ کر لیتا ہے

حج کے مقاصد و منافع

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

حج کا ایک بڑا اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ ملت حنیفی کے امام اور موسس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تجدید تعلق کیا جائے ان کی میراث کی حفاظت کی جائے ان کی زندگی کو اپنے سامنے رکھ کر اس سے اپنی زندگی کا موازنہ کیا جائے مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیا جائے اور ان کی زندگی میں جو غلطیاں فساد اور تحریف نظر آئے اس کو دور کیا جائے اور اس کے اصل سرچشمہ کی طرف رجوع کیا جائے اس لئے کہ حج ایک قسم کا سالانہ اجتماع ہے جس کے ذریعہ مسلمان اپنے اعمال اور اپنی زندگی کا احتساب و تجربہ کرسکتے ہیں اور ان قوموں اور سوسائٹیوں کے اثرات سے چھٹکارا پاسکتے ہیں جن کے بیچ میں وہ رہتے ہیں۔

حج ملت کا ایک ایسا سالانہ اجتماع یا دوسرے الفاظ میں یہ ہے جس کا ملت اسلامی کی سچائی و پاکیزگی اور اس کی اصلی و حقیقی بنیادوں کی حفاظت میں بڑا اہم حصہ ہے اس دین کو تحریف، ابہام و التباس سے محفوظ رکھنے اس امت کو اپنے حقیقی سرچشمہ اور اپنی جڑوں سے وابستہ اور پیوست رکھنے اور ان سازشوں اور مغالطوں کا پردہ چاک کرنے میں (جن کا شکار گذشتہ قومیں رہ چکی ہیں) اس اجتماع سے جو مدد ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ملتی۔ اس عظیم سالانہ اجتماع اور اس کے مخصوص اعمال و مناسک کی بدولت یہ عظیم اور لافانی امت اس ابراہیمی ذوق و مزاج کی اب بھی حامل ہے (جس کو ہم پرسوز و دردمند مومنانہ و عاشقانہ مخلص و یکسو اور سادہ و عمیق جیسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں) اور اس نے اس ورثہ کو اپنی آئندہ نسلوں تک بحفاظت پہنچانے کا کام جاری رکھا ہے اس لحاظ سے حج ایک ایسے زندہ، طاقتور اور دھڑکتے ہوئے دل کی طرح ہے جو اس امت کی رگوں میں برابر تازہ خون تقسیم کرتا رہتا ہے اس کی وجہ سے یہ امت مجموعی طور پر ایک ہی وقت میں اور ایک ہی جگہ اپنا جائزہ لینے کے قابل ہے اور اس کے علماء و مصلحین کو اس کا موقع حاصل ہے کہ وہ اس کو اہل غلو کی تحریف، اہل باطل کے فریب، جاہلوں کی تاویل اور ہر قسم کے خرافات اور افسانوں سے پاک صاف کرتے رہیں اور اس کو اس کی اصل ابراہیمی شریعت محمدیؐ اور دین خالص کے معیار پر رکھ کر برابر جانچتے رہیں اس کے ذریعہ سے یہ ملت اپنی دینی عقلی اور ثقافتی وحدت کی بخوبی حفاظت کرسکتی ہے اور اس علاقائیت اور قومیت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرسکتی ہے جو ابراہیمی وحدت اور اسلامی رنگ و محمدی رنگ و مسلک کی حریف ہے اور جس نے گذشتہ مذاہب اور مذہبی اقوام کو بھی سخت نقصان پہونچایا تھا۔

یہ امت مختلف قسم کے ماحول اور زمین کے مختلف خطوں میں رہتی ہے اور اس کو مختلف ادوار سے گذرنا پڑتا ہے کبھی اس میں زندگی و حرکت کے آثار نظر آتے ہیں، کبھی جمود و غفلت کے، کبھی تشدد اور سختی کے، کشمکش اور مقابلہ کے، کبھی تہذیب و تمدن کے مسائل اس کے سامنے ہوتے ہیں، کبھی مادی و سیاسی ترغیبات اس کو آزمائش میں ڈالتی ہیں، کبھی مادیت اور مال و دولت کا غلبہ ہوتا ہے کبھی تنگ دستی و افلاس کا، کبھی اس پر کوئی جابر بادشاہ، ظالم حکمراں یا بے رحم سیاست داں مسلط کردیا جاتا ہے، اور کبھی اس سے مختلف اور برعکس حالات سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن ان سب حالات میں اس کو اس کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے کہ ایمان کی اس دبی ہوئی چنگاری کو برابر بھڑکایا جائے۔ جذبۂ عشق و محبت کو ہوا دی جائے اور ملت کے ہر جز اور ہر وحدت کو وفا و جاں نثاری کا سبق ملے، اللہ تعالیٰ نے حج کو ایک موسم بہار بنایا ہے جس میں امت کا یہ سدابہار درخت خوب پھل پھول لاتا ہے اور مسلمانوں کا یہ عالمی خاندان اپنے پرانے لباس کو اتار کر ایک نیا اور خوشنما لباس زیب تن کرتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے جو مقاصد اسلام اور اسرار شریعت پر بڑی گہری نظر اور بصیرت رکھتے تھے اس پہلو کی بڑی اچھی وضاحت کی ہے۔ وہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں۔

"جس طرح حکومت کو ہر تھوڑے عرصہ کے بعد ایک عام جائزہ اور معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کو معلوم ہوجائے کہ کون وفادار ہے، کون باغی، کون فرض شناس ہے کون کام چور ہے نیز اس کے ذریعہ اس کی ایمانداری کی شہرت ہو اور اس کا نام اونچا رہے۔ اس کے کارندے اور باشندے ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں۔ اس طرح ملت کو حج کی ضرورت ہے تاکہ منافق و غیر منافق میں تمیز ہوسکے اللہ تعالیٰ کے دین میں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں جوق در جوق جماعتیں حاضر ہوں۔ لوگ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور ہر شخص اس چیز میں جو اس کے پاس نہیں ہے دوسرے سے استفادہ کرے اس لئے کہ بہترین و مرغوب اشیاء بالعموم صحبت اور رفاقت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی حاصل ہوتی ہیں۔"[1]

اس کے علاوہ حج ان وطنی، نسلی، لسانی اور علاقائی قومیتوں کے خلاف اسلامی قومیت کی جیت ہے جن کے بہت سے اسلامی ممالک (مختلف عوامل اور دباؤ کے تحت) شکار ہیں وہ اسلامی قومیت کا مظہر اور اعلان ہے یہاں پہونچ کر تمام اسلامی قومیں اپنے ان قومی و ملکی لباسوں سے آزاد ہو کر جو ان کی پہچان بن گئے تھے اور جن سے بہت سی قومیں تعصب کی حد تک وابستہ ہیں۔ اسلام کا ایک قومی لباس اختیار کرلیتی ہیں جس کو دین و فقہ اور حج و عمرہ کی اصطلاح میں "احرام" کہا جاتا ہے سب عاجزی و انکساری احتیاج و لاچاری اور گریہ و زاری کے ساتھ ایک زبان ہیں ایک ترانہ اور ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

(اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے زیبا ہیں اور حکومت و بادشاہت بھی، تیرا کوئی شریک نہیں)

ان میں حاکم و محکوم، آقا و نوکر، امیر و فقیر اور چھوٹے بڑے کی کوئی تفریق نہیں ہوتی ان کے لباس اور صدا دونوں میں اسلامی قومیت جلوہ گر نظر آتی ہے، یہی حال حج کے دوسرے اعمال، عبادات، مناسک اور شعائر و مقامات کا ہے جہاں ہر قوم و ملک کے لوگ دوش بدوش نظر آتے ہیں۔ اور قریب و بعید، عرب و عجم کے سارے فرق مٹ جاتے ہیں صفا و مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان سب ساتھ دوڑتے ہیں، منیٰ ساتھ سفر کرتے ہیں، عرفات ساتھ جاتے ہیں اور جبل رحمت پر ایک ساتھ حاضر ہو کر دعا کرتے ہیں۔ اور سب ایک ہی جگہ رات گذارتے ہیں۔ پھر وہاں سے سب ایک ساتھ واپس آتے ہیں، ایک ساتھ متحرک ہوتے ہیں اور ایک ساتھ ساکن ہوتے ہیں، منیٰ میں بھی ایک ساتھ قیام کرتے ہیں اور نحر (قربانی) حلق (سر منڈانا) اور رمی (شیطان کو پتھر مارنا) کے سارے کام ایک ساتھ انجام دیتے ہیں۔[1]

حج میں اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد و منافع ہیں جن میں بہت سی باتوں سے ہم واقف ہیں اور بہت سی باتوں سے ناواقف اور شاید جن چیزوں کا ہمیں علم نہیں ہے وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ ہیں جن کو ہم جانتے اور سمجھتے ہیں اور جن کی طرف حکماء اسلام اور علماء راسخین نے اپنی کتابوں میں توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ"

(تاکہ وہ اپنے فوائد کیلئے آموجود ہوں)

اس موقع پر منافع کو مطلق بولا گیا ہے اور اس کے لئے نکرہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس بلیغ تعبیر سے منافع کی کثرت اور تنوع اور ہر دور میں اس کی بدلتی ہوئی قسموں، راستوں، طریقوں اور پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جن کا شمار ناممکن ہے۔[1]

---

[1] ارکان اربعہ ص ٣٠٦ - ٣٠٧۔

[1] حجۃ اللہ البالغہ جلد ا ص ٦٠ - ٥٩

[1] ارکان اربعہ ص ٢٩ - ٢٨ - ٢٢٧

[1] یہ مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مشہور کتاب "ارکان اربعہ" کے باب الحج سے ماخوذ ہے۔

(بقیہ) ہم اس کوچہ کے ہر ذرہ کو .....

حاصل کلام یہ ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

لیجے یہ سامنے مدینہ پاک کی فصیل ہے اور یہ فصیل کا شمالی دروازہ باب العنبریہ آگیا ہے سارے حجاج اور تمام زائرین اسی دروازہ سے گذر کر جاتے ہیں۔ چند عرب کھڑے ہیں۔ اپنا اجازت نامہ دکھلائیے اور داخل ہوجائیے اس سے پہلے کہ داخل ہوں بارگاہ اقدس میں دعا کرلیں۔

اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیائک واھل طاعتک واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول

عید قرباں

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اللہ دو مہینے دس دن کی مدت بھی کوئی مدت ہے۔ بات کہتے کٹ گئی اور شوال کی پہلی کی یاد ابھی مٹنے نہ پائی تھی کہ ذی الحجہ کی دسویں آگئی۔ وہ مسلمان کی پہلی سالانہ عید تھی۔ یہ دوسری اور آخری۔ وہ عید الفطر تھی یہ عید قرباں یا عید الاضحی (اغلاط العوام میں عید الضحیٰ) وہ عید میٹھی تھی۔ آج کی عید نمکین اس روز سوئیاں پی پلائی گئی تھیں۔ آج قربانیاں ہوں گی۔ وہ جشن تھا اس کا کہ اطاعت اور ضبط نفس کے پورے تیس٣٠ دن ختم ہوئے۔ اور نزولِ قرآن کی یادگار پورے مہینہ بھر سنائی جاتی رہی تھی۔ آج خوشی اس کی ہے کہ نصیبے والے عین مرکز اسلام میں کعبۃ اللہ کے گرد چکر پر چکر کاٹ رہے ہیں۔ طواف و زیارت کی دولتوں سے مالامال ہو رہے ہیں۔ پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہیں، مکہ کی گلیوں میں مکانوں میں، دوکانوں میں، مسجد حرم کے صحن میں، دالانوں میں حاجیوں کا، زائروں کا ہجوم، منیٰ کے میدانوں میں خیموں میں، مکانوں میں قربانیوں کی دھوم! پورے عشرہ کا عشرہ چاند کی پہلی سے دسویں تک وقف خیر و برکت کیلئے نزول رحمت کیلئے۔ جس نیکی کی بھی توفیق پا جایئے، ہمیشہ سے زیادہ معمول سے بڑھ کر ثواب لایئے۔ خود حاجی ہونا الگ رہا، حاجیوں کی نقل تک باعثِ اجر ان کی طرح بال بڑھایئے ناخن نہ ترشوایئے اس کا بھی اجر لیجیئے!

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ۔ تاریخ کی زبان سے روایت یہ سننے میں آئی ہے کہ آج سے کچھ اوپر پانچ ہزار سال قبل کلدانیہ کے ملک میں بت پرستوں کی قوم میں بت تراشوں کے گھرانے میں ایک مقبول اور بہت مقبول برگزیدہ اور نہایت برگزیدہ بندہ ابراہیم نامی آباد تھے۔ یہ کلدانیہ وہی جسے انگریزی میں کالڈیا کہتے ہیں یا آج کے جغرافیائی اصطلاح میں عراق۔ بندہ کے امتحانات طرح طرح کے مالک کی طرف سے ہوئے، اور ابراہیم ہر آزمائش میں پورے اترے، آخر اللہ کے پیغمبر ہی تھے کچھ روز بعد حکم ہجرت کا ملا۔ سرزمین شام پر پہنچے اور پھر مصر ہوتے ہوئے حجاز کی خشک اور پتھریلی وادی میں آئے، علاقہ ویران۔ پانی کا نام نہ نشان۔ سبزہ کی جگہ ہر طرف ریگستان نیچے تپتی ہوئی زمین اوپر دہکتا ہوا آسمان۔ حکم ملا کہ یہیں ایک گھر بناؤ اس مٹی اور پتھر کا، لیکن اپنے لئے نہیں، ہماری عبادت کیلئے اور ہاں ذرا یہ کرنا کہ اسے منسوب ہماری جانب کر دینا۔ ہم گھر اور در کی قید سے ماوراء مکان اور جہت کی نسبت سے بھی برتر و بالا، لیکن ذرا اسی کے ساتھ ہمارا نام ڈال تو دو اور ہماری ہی بسائی ہوئی دنیا کو آواز دے دو کہ اس گھر کی طرف آجایا کرو۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ۔ فرمانبردار بندے نے پکار کر دی اور اس وقت پکار کی جب نہ تار تھا نہ ٹیلی فون، نہ وائرلیس نہ لاؤڈ اسپیکر۔ نہ لوگ نشریات (براڈ کاسٹنگ) کے قانون سے واقف تھے، نہ گھر گھر ریڈیو لگے ہوئے تھے۔ ابراہیم کی پکار خدا معلوم کس لاہوتی میٹر پر اور کس ملکوتی لہر (WAVE LENGTH) سے نشر ہوئی کہ آج تک اس کی تھرتھراہٹ فضائے کائنات میں آپ خود سن رہے ہیں۔

حج کی تاریخ میں ابھی ہفتوں کا نہیں مہینوں کا زمانہ باقی ہے کہ دربار کی حاضری کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور لوگ اپنے اپنے گھر سے چل کھڑے ہوئے اپنے مالک و مولیٰ کے متوالے دنیا کے گوشہ گوشہ سے روئے زمین کے چپے چپے سے، کوئی کابل سے، کوئی قندھار سے، کوئی مصر سے، کوئی ایران سے، کوئی عراق سے، کوئی بخارا سے، کوئی سیلون سے، کوئی جاوا سے کوئی افریقہ کے ویرانہ سے، کوئی یورپ کے نشاط خانہ سے، غرض خلقت ہے کہ ہر چہار طرف سے امنڈتی چلی آرہی ہے۔ یَاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، کوئی ریل سے، کوئی جہاز سے، کوئی موٹر پر، کوئی لاری پر، کوئی پیدل، کوئی سواری پر کوئی غریب اپنی کمر کو کسے ہوئے اور کوئی صاحب اونٹ کی پیٹھ پر جمے ہوئے۔

کعبہ اسلام کا جغرافیائی مرکز ہے، مرکز کا ربط محیط کے گوشہ گوشہ سے دائرہ کے نقطہ نقطہ سے دانا و بینا جوڑنے والے نے یوں جوڑا کہ ہر صاحب حیثیت پر عمر میں کم از کم ایک مرتبہ حج فرض کر دیا حج کا رکن اعظم ہے، نو ذی الحجہ کو میدان عرفات میں

حاضری سو وہ کل ہو گئی۔ اب آج کا دن اس سعادت کی خوشی منانے کا دن ہے۔ کلمہ گو جہاں کہیں بھی آباد ہیں آج جشن منائیں گے۔ لیکن اس مسرت کی غفلت میں دن چڑھے تک خراٹے لینے کے بجائے آج معمول سے اور سویرے اٹھیں گے غسل کریں گے اجلے کپڑوں کے ساتھ بشاش چہروں کے ساتھ عیدگاہ روانہ ہوں گے اور واپس آئیں گے تو ان میں جو صاحب حیثیت ہیں وہ اچھے اور پاک صحیح اور تندرست جانوروں کی قربانی کا تحفہ اپنے پروردگار کے حضور میں پیش کریں گے خود اپنی طرف سے اپنے عزیزوں کی طرف سے، بزرگوں کی طرف سے اور جب کھانے کا وقت آئے گا تو تنہا نہیں کھا لیں گے بلکہ ایک تہائی مسکینوں محتاجوں اور مفلسوں کو نذر کر دیں گے، ایک تہائی دوست احباب کی خدمت میں پیش کریں گے۔ جب کہیں ایک تہائی اپنے لئے رکھیں گے۔ عید الفطر کے دن تاکید تھی کہ کوئی بدنصیب فاقہ سے نہ رہ جائے۔ عید قرباں کے دن ترغیب ہے کہ غریب سے غریب بھائی کی زبان کو کھانے پینے کی لذتوں کا کچھ تو مزہ آجائے۔

عید الفطر سالگرہ تھی نزول قرآن کی، عید قرباں سالگرہ ہے بنیاد کعبہ کی۔ ابراہیم موحد تھے موحدوں کے سردار۔ توحید ہی کے جرم میں آگ میں جھونکے گئے تھے، ملک سے نکالے گئے تھے، حق تھا کہ ان کی قائم کی ہوئی یادگار کے سلسلہ میں توحید ہی کا رنگ ہر رنگ پر غالب ہو اور سب سے نمایاں۔ آج آفتاب بلند ہوا کہ لگے لوگ عیدگاہ اور مسجدوں کی طرف چلنے اور لگے ہر طرف سے رب کی بڑائی کے نعرے بلند ہونے! سینوں کے اندر توحید کے ولولے، زبانوں پر تکبیر کے زمزمے۔ کیا خوب ظاہر ہے اور کیا خوب باطن اور کیا خوب قال اور کیا خوب حال! عید کے دن یاد ہوگا کہ تکبیر میں صرف نماز عید کے ساتھ آمد و رفت کے راستے میں بقرعید کے موقع پر ایک نماز، ایک وقت، بلکہ ایک دن بھی اس جوش کے اظہار کیلئے کافی نہیں۔ اب کی تکبیر شروع ہو گئی۔ ٩ تاریخ کی فجر سے اور جاری رہے گی ہر نماز کے ساتھ! ابھی تین دن اور۔ یعنی ١٣ ر کی عصر تک۔ مرکز میں آج مسلمان اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے پکارے گا لبیک اللّٰہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک۔ حاضر ہے اے مالک و مولیٰ یہ غلام حاضر ہے، شہادت دیتا ہوا حاضر ہے!" یہ آداب حاضری دینے والوں کے ہوتے مرکز سے دور باہر والے ٩ ر سے ١٣ ر کی سہ پہر تک ساڑھے چار دن ہر نماز کے بعد پکاریں گے۔ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" بڑائی تو آپ میں ہے صرف آپ میں ہے۔ صرف آپ میں ہے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑائی آپ میں ہے صرف آپ میں ہے، ہمارے شکر کی مخاطب آپ ہی کی ذات۔ ہماری ہر مدح و ثنا کے سزاوار آپ ہی کے کمالات۔

مسلمان قربانی کے لئے تیاری دنوں، ہفتوں، مہینوں پیشتر سے کرے گا پاک صاف جانور، اچھا تندرست بے عیب دیکھ کر خریدے گا۔ کھلائے گا، پلائے گا، اپنے سے خوب ہلائے گا۔ اور جب اس سے تعلق انس و محبت کا رحمت و شفقت کا قائم ہو جائے گا۔ تو اپنے اور اس کے دونوں کے مالک کے حکم سے اس تعلق پر اپنے ہاتھ سے چھری چلاوے گا۔ پالے ہوئے جانور کو پیار کی نظروں سے دیکھے گا۔ آخر وقت تک کھلائے پلائے جائے گا۔ لیکن جب حکم کی تعمیل میں زمین پر لٹائے گا تو قبلہ رخ منہ اس طرف کر کے جدھر وہ خود دن رات میں خدا معلوم کتنی بار جھکتا ہے اور گرتا ہے۔ اور زبان سے کہتا جائے گا "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ" نہیں یہ کسی دیوی دیوتا کی بھینٹ نہیں چڑھا رہا ہوں میرا رشتہ تو صرف اسی سے جڑا ہوا ہے، میں تو پجاری صرف اس کا ہوں جس نے پیدا کر رکھا ہے آسمان و زمین کو۔ میرا دستور زندگی تو تمام تر اسی کے قانون کی پیروی ہے۔ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" میری دعائیں اور میری عبادتیں میری زندگی اور میری موت نہ اپنے نفس کیلئے ہے اور نہ قوم اور اس ملک کے چھوٹے موٹے دیوی دیوتا کے لیے ہے۔ اسی کے حکم اور قانون کے تابع ہے جو پروردگار ہے ہر ملک کا ہر قوم کا، ساری مخلوقات کا، جمیع موجودات کا کل کائنات کا۔

ڈاکٹر جب مریض کو آپریشن کی میز پر لٹاتا ہے تو پہلے آپریشن والے عضو کو دوا لگا کر سُن کر دیتا ہے۔ یا مریض کو کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش۔ مسلمان بھی جب جانور کو ذبح کیلئے قبلہ رُخ لٹا کر گلے پر چھری چلاتا ہے تو روح کو ایک مختصر دو لفظی نغمہ سنا مست و مدہوش کر دیتا ہے۔ بسم اللہ اللہ اکبر اے خاک کی صورت میں مجھے مردہ اپنی طرف کے

نہیں کر رہا ہوں میں تو خود تیری ہی طرح مخلوق تیری ہی طرح بے بس تیری ہی طرح خاکی تیری ہی طرح فانی۔ میں چھری چلا رہا ہوں اپنے اور تیرے پیدا کرنے والے کا نام لے کر اپنے اور تیرے مالک کے قانون کے ماتحت زندگی کا عطیہ بخشنے والا بھی وہی۔ اسے واپس لینے والا بھی وہی۔ جان ایک روز ڈالی بھی اسی نے اور آج نکالی بھی اسی نے۔ بڑائی کا حقدار حکم چلانے والا صرف وہی! سنتے ہیں کہ فوج کے سپاہی جنگ کے میدان میں فوجی بینڈ اور وطنی ترانہ کی آواز سن کر ایسے مست ہو جاتے ہیں کہ جان کی پروا نہیں رہ جاتی ہے اور بندوق کی گولیوں، توپ کے گولوں، سنگینوں کے وار کیلئے بے تکلف اپنے سر و سینہ کو پیش کر دیتے ہیں۔ اللہ کے نام کی کشش کیا روح کیلئے اتنی بھی نہیں، جاننے والے تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ روح اس اسم پاک سے ایسی مست و بے خود ہو جاتی ہے کہ خود حالت طرب میں ہنسی خوشی باہر آجاتی ہے۔ گو جسم دیکھنے والوں کی نظر میں تڑپتا لوٹتا رہے۔ آخر کلوروفارم کا کام آپریشن میں بھی تو یہی ہوتا ہے کہ رگوں پر رگیں جسم کی کٹتی رہیں۔ خون پر خون بہتا رہے لیکن مریض کا احساس اذیت و کرب مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ٹھنڈی رکھے حضرت اکبر کی تربت کو کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

احساس ہی ایذا کا نہ ہو تو فریاد و فغاں کیا کرتا
آنکھ اپنی لڑی تھی قاتل سے جس وقت کہ خنجر تھا گلا

کہتے ہیں کہ ایک بار ان ہی کعبہ کی تعمیر کرنے والے آگ میں کود پڑنے والے حج کی پکار کرنے والے ابراہیمؑ نے بھی قربانی پیش کی تھی یہ قربانی بکرے کی نہ تھی مینڈھے کی نہ تھی اونٹ کی بھی نہ تھی بیٹے اور لاڈلے نور نظر اسمٰعیلؑ کی تھی خواب میں حکم محبوب ترین ہستی کی قربانی کا ملا۔ پیغمبر کے خواب بھی الہامی ہوتے ہیں۔ صبح اٹھ مشورہ اسمٰعیلؑ سے کیا۔ اس سے کیا جو آنکھوں کا تارا، بڑھاپے کا سہارا تھا۔ مشورہ خود اسی کے ذبح کے باب میں اسی سے کیا۔ دنیا کی تاریخ میں کب کسی عزیز نے عزیز سے اس کے قتل و ذبح کے باب میں مشورہ کیا ہے؟ کب کسی شفیق اور عاشق زار باپ نے اپنے لخت جگر کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے؟ ہر صاحب اولاد ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے۔ بیٹا بھی کس باپ کا تھا۔ فوراً آمادہ ہو گیا اور عرض کیا "ابا جان آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ عین وقت میرا چہرہ دیکھ کر آپ کی ہمت جواب دے جائے۔ باپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ خدا معلوم دل پر کون سے پتھر کی سل رکھ کر حلق پر چھری چلائی، معاً قدرت حق سے نور نظر کی جگہ ایک جنت کے مینڈھے نے لی۔ اور چھری کو پھیرنے والے نے پھیری اسمٰعیلؑ کے گلے پر لیکن چلی وہ اس غیبی مینڈھے کے حلق پر اور اسمٰعیل علیہ السلام وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کا پروانہ بشارت پاکر زندہ جاوید ہو گئے۔

آج کی قربانیاں یادگار ہیں اسی ذبح عظیم کی زمانہ قبل اسلام کو چھوڑیئے خود ادھر ساڑھے تیرہ سو برس کے اندر جتنی قربانیاں ہندوستان اور افغانستان، ترکی و ایران مصر و عرب اور ساری دنیائے اسلام کے اندر ہو چکی ہیں ان کا حساب و شمار ہے کسی حساب لگانے والے اور شمار کرنے والے کے بس کی بات؟ اللہ خود جسے بڑی قربانی کہہ کر پکارے کون اس کی بڑائی کی تھاہ پا سکے؟ کون اس کی وسعت و عظمت کی پیمائش کر پائے۔

آج کہنے کو عید نہیں بقرعید ہے لیکن سماں بڑی حد تک اسی عید کا قائم ہے وہی گھروں میں دھوم دھام وہی عیدگاہ میں اژدہام عید سے بڑھ کر دعوتوں کے چرچے۔ عید سے کہیں بڑھ کر چٹ پٹے گرما گرم کبابوں کے مزے۔ ادھر ران بھن رہی ہے، ادھر کلیجی تلی جا رہی ہے۔ کہیں کہیں سرخ پھندے سیخ پر لگ رہے ہیں، کہیں قورمہ اور قلیہ کے دیگچے اتر رہے ہیں۔ کھانوں کی وہ خوشبو کہ بے بھوک کے بھوک لگ آئے۔ کھانے والوں کی یہ آرزو کہ کوئی مفلس سا مفلس بھی دروازہ پر آکر محروم واپس نہ جاتے، گانا بجانا شریعت کے قانون میں ماورا۔ لیکن عید بقرعید کے موقع پر مناسب حدود کے اندر اس کلیہ میں استثناء۔ گھر گھر آج پیش ہو رہی ہیں عیدیاں اور مبارکبادیں اور فضا میں گونج رہی ہیں اللہ اکبر کی صدائیں۔

(نشریات ماجد ص۱۴۱)

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دعائے مغفرت

دفتر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کارکن احمد میاں کی ہمشیرہ کا طویل علالت کے بعد ۳ر جنوری ۲۰۰۱ء کو مکارم نگر لکھنؤ میں انتقال ہو گیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے
قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

دیارِ محبوب کو دیکھ کر

ہم اس کوچہ کے ہر ذرہ کو اپنا دل سمجھتے ہیں

مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

لے رہی ہو مجھے بے خودی شوقِ بزم یار تک
گو مجھے ایک اک قدم ایک ایک منزل ہو گیا (جگر)

جس مبارک ساعت کا نہ معلوم کب سے انتظار تھا، جس مقدس دیار کے دیدار کو آنکھیں ترستی تھیں جس پر نور آبادی کی تلاش میں نظریں ہر طرف پڑ رہی تھیں، جس کا انتظار ہلالِ عید کے انتظار سے کم نہ تھا سو مشتاقانِ دید کی نظروں نے اس کو جالیا۔ انتظار کی زنجیر ٹوٹی اور منزل مقصود، کوچہ حبیبؐ کے در و دیوار سامنے آگئے، ہلال عید کی خوشی اس خوشی کے آگے گرد ہے۔ نظر کے سامنے اور بالکل سامنے وہ چھوٹی سی آبادی مگر رحمت سے بھرپور ہے۔

جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں اور دل بیتاب تھا
آگیا وہ منظر حسن و جمال آ ہی گیا

باغات اور باغات کے کنارے وہ خوبصورت سے گھر جا بجا مسجدیں اور مسجدوں کے سر بہ فلک منارے اور ان سب سے ممتاز، سب سے دلکش جاذب منظر یہ سامنے مسجد نبویؐ کے منارے اور گنبد خضرا اس کا کیا کہنا اس کی دلآویزی کا ذکر تو کسی زبان کی طاقت نہیں، تمام مکانوں سے بلند، ہر عمارت سے اونچے یہی منارے آبادی میں سب سے پہلے ہی نظر آئے یہ پھیلی ہوئی آبادی اور وسط میں مسجد نبویؐ، پانچ منارے اس میں گنبد خضرا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انگوٹھی میں نگ ہو، چاروں طرف پروانے ہوں بیچ میں ایک شمع، ایک چاند اور چاروں طرف تارے۔

مادی نظر میں ایک آبادی دوسری آبادیوں کی طرح اور اینٹ پتھر کے مکانات مگر دل ہے کہ امڈا آتا ہے نظریں ہیں سو جھک کر رہ گئیں رعب و ہیبت ہر ایک نفس پر طاری، مارے مسرت کے آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب، دلوں میں سکون قرار، بدن میں تھرتھری، قدموں میں لغزش زبانوں پر درود و سلام، نظریں ہیں سو فرش راہ، سب کی کیفیت جدا جدا، سب کے حالات الگ الگ کوئی نظر پڑتے ہی بلبلا اٹھا کسی پر سکتہ طاری ہو گیا۔ کوئی سر پکڑے کھڑا ہے تو کسی کے ہاتھ بہر دعا بلند ہو گئے۔

خیال تو کیجئے یہ سامنے جو دیارِ پاک نظر آ رہا ہے یہ کون سی بستی ہے، کیا حقیقت میں یہی پاک طیبہ ہے جس کے دیدار کو لاکھوں آنکھیں ترس گئیں مگر دیدار نصیب نہ ہو سکا جس کی حسرت میں نہ معلوم کتنوں نے جان دے ڈالی، ہزاروں شعراء نے نعتیں کہیں، دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہزاروں آرزوئیں ناکام رہیں، آج اس کا دیدار یہ گنہگار آنکھیں کر رہی ہیں اسی کے دیدار میں تو شہیدی نے یہاں پہونچ کر جان دی اور ان کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقید کا

زہے قسمت آج وہ دیار پاک نظروں کے سامنے ہے جہاں آج سے تیرہ سو برس پہلے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چلا پھرا کرتے تھے جہاں صحابہ کرامؓ کے چلنے پھرنے کی آوازیں اب تک آتی ہیں ؎

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں (جگر)

یہ خاک پاک جہاں فرشتے بھی آنے پر فخر کریں حضرت جبرئیلؑ یہیں تو وحی لیکر آتے تھے یہی وہ خطۂ پاک ہے جہاں سے اسلام نکلا اور چار دانگ عالم میں پھیل گیا، یہ مرکز اسلام یہ مہبط وحی آقائے نامدار کے جسم اطہر کا امین ہے۔ اس کم عمری میں لاکھوں بار اس کی عظمت کے الفاظ سنے، ہزاروں بار خواہشات نے زور کیا مگر ناکامی تمنا سامنے آئی آرزوئیں ہزار بار مچلیں جس کے ہجر میں ان گنت راتیں آنکھوں کاٹیں، بے چینی و اضطراب میں لاتعداد دن بیتے آج وصال کی گھڑی نصیب ہو رہی ہے تو قسمت پر ناز کیوں نہ ہو اور زبان سے یہ کیوں نہ نکلے ؎

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال
باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

دل کو کون سنبھالے عقل کا کام نہیں ہوش سو وہ بے ہوش ہے دل سینہ سے نکلا آتا ہے راستہ کی اونچ نیچ کی پرواہ نہ صعوبتوں کا خیال نہ لباس و تن کا ہوش آرزوئیں ہزاروں اور آج ان کے پورا کرنے کا وقت آیا۔

هذا الذی کانت الایام تنتظر
فلیوف للّٰه اقوام بما نذروا

آج ہم دیارِ محبوب میں ہیں۔ اللہ اللہ اس کے در و دیوار، خاک اور خاک کے ذرے سے محبوبیت ٹپک رہی ہے۔

یہاں پہونچ کر وطن کی یاد ہے نہ وطن والوں سے محبت ہے، محبت ہے تو یہیں والوں سے ہے ؎

ہم اس کوچہ کے ہر ذرہ کو اپنا دل سمجھتے ہیں

(باقی صـ پر)

گجرات کے زلزلے کا درد ہر انسانی دل کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا

شر انگیز بیانوں سے ہوشیار رہنے کی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی اپیل

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ گجرات کے زلزلے سے ملک و قوم کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا احساس اور درد ملک کے ہر باشندے کو ہے اس کی کھلی علامت یہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں گجراتی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کی فضا بن گئی ہے اور جگہ جگہ تعاون و امداد کی اپیلیں کی جارہی ہیں اور امداد اکٹھا کرکے بھیجی جارہی ہے۔

اس سلسلے میں ندوۃ العلماء سے طلباء و اساتذہ کا تعاون لے کر جو وفد گجرات گیا ہے اس نے جہاں زلزلہ کی ہولناکی اور تباہی کے اندازہ سے مطلع کیا ہے وہاں اس نے اس مسرت کی بات کی بھی اطلاع دی ہے کہ زلزلہ کے مصیبت زدگان کی مدد میں ہندو مسلمان دونوں شانہ بشانہ مل کر کام کررہے ہیں۔

ایسی ضرورت ہوتے ہوئے بعض بعض شدت پسند لوگوں کے ایسے بیانات آنا جن سے آپس میں خلیج بڑھے گی، ملک کی یکجہتی کو نقصان پہونچانے والی بات ہے. مثلاً یہ بیان کہ گجرات کی اس مصیبت میں عیسائی فرقے کے ذمہ داروں کی مدد نہ قبول کریں گے، اور الٰہ آباد سے بعض شدت پسند لیڈروں کے بیانات جو بابری مسجد کے مسئلہ کے عدالت میں زیر بحث ہونے کے باوجود مسلم دشمنی کی تلخ انداز میں آئے۔

بابری مسجد کے گرائے جانے سے مسلمانوں کو جو دکھ پہنچا ہے. اس کا مداوا کرنے کے بجائے مسجد کی جگہ زبردستی مندر بنانے کی دھمکیوں سے اس دکھ کو بڑھانا قومی مصیبت کی اس گھڑی میں، قوم کے اتحاد کو نقصان پہنچانا ہے اور ملک میں فرقہ وارانہ تلخی اور بے چینی بڑھانا ہے اور یہ ہندو مذہب کے اصول کے خلاف ہے جس میں ہر مذہب کے پاس و لحاظ کی تلقین ہے، جب یہ مسئلہ کہ بابری مسجد کی جگہ مندر تھا یا نہیں تھا. طے کرنا عدالت عالیہ کے سپرد ہوچکا ہے تو کم از کم اس کے فیصلہ کا انتظار ضروری ہے، مسلمانوں کے مشترکہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اسی رویہ کو اختیار کیا ہے. اور حکومت کے ذمہ داروں سے گفتگو کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

ہمارے ہندو بھائیوں کو مسلمانوں کی اس مجبوری کو سمجھنا چاہیئے کہ ان کے مذہب میں مسجد اصلاً اس جگہ کو کہتے ہیں جس کو جائز طور پر نماز پڑھنے کیلئے مقرر کردیا گیا ہو عمارت گرادینے سے بھی اس کی حیثیت نہیں بدلتی، مسلمانوں کے یہاں اس کی حیثیت مسجد ہی کی بنی رہے گی۔

اسلام حقیقت پسندانہ اور امن پسند مذہب ہے اس میں اپنی مذہبی بات کو زبردستی منوانے کی اجازت نہیں ہے، وہ دوسرے مذہب والے کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا پورا حق دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ اپنے مذہب کے جائز حق سے دستبردار ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

ملک کے خیر خواہوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے ایک طرف زلزلہ جیسی آفت سے نمٹنے کا کام کیا جارہا ہے۔ دوسری طرف ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان کشمکش اور تناؤ بڑھایا جارہا ہے جس کو روکنے کی ضرورت ہے۔

بقیہ ـــ ص ۱۶ ـــ کا

(IDEOLOGICAL) میں ہوا ہے، اس لئے بعض اسلامی تحریکیں بنیادی طور پر سیاسی مقاصد کیلئے جد و جہد کررہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ صرف مایوسی کے باعث تشدد کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ اس صورت حال کی وجہ سے اسلام کا حوالہ بھی اکثر ایک آئیڈیالوجی کے طور پر دیا جاتا ہے۔ یہ بات اس لحاظ سے تو درست ہے کہ اسلام بھی دنیا کے امور چلانے کیلئے تصورات کا ایک مجموعہ پیش کرتا ہے لیکن ہمیں اپنے عقیدے کا حوالہ ایک آئیڈیالوجی کے طور پر دینے سے گریز کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس اصطلاح سے سیاست اور ایسے دنیاوی تصور کا گمان ہوتا ہے جس میں آخرت شامل نہیں (جاری)

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

شمس الحق ندوی

صبح کے خنک جھونکوں میں حرم پاک سے اذان کی صدا بلند ہورہی تھی۔ اور قرب و جوار کی پہاڑیوں سے ٹکراکر اپنی دھیمی دھیمی لے ان چٹانوں کو سنا رہی تھی جن کو کبھی سارے عالم کیلئے رحمت الٰہی کا سرچشمہ اور وحی کا مرکز بننے کا شرف حاصل تھا، سحر کے لطیف و سبک جھونکے اس کو خانہ کعبہ کی دیواروں سے ٹکراکر اور اللہ کے مخلص بندوں کے دلوں میں اتار کر مستِ ذکر ئے جام کررہے تھے، کعبہ کے چاروں طرف مسلمانوں کی صفیں نماز کیلئے کھڑی ہوچکی تھیں، کچھ صفیں تو حرم پاک کے اندر بالکل بیت اللہ کے روبرو تھیں اور بہت سی صفیں ایسی تھیں جو کعبہ کو آنکھوں سے تو دیکھ رہی تھیں لیکن ان کا رخ اور دلوں کی نگاہ ادھر ہی کو تھی۔ اونچے اونچے پہاڑوں کے پیچھے، طویل و عریض سمندروں کے پار، شہروں گاؤں، بیابانوں، محلوں اور جھونپڑیوں، جیلوں اور کالی کوٹھریوں، جھلسا دینے والے صحراؤں اور برف سے دبے ہوئے سرد علاقوں غرض ہر کہیں یہ صفیں کعبہ کا رخ کرکے کھڑی تھیں اور دنیا میں جہاں بھی مسلمان موجود ہیں۔ رہتی دنیا تک کھڑی ہوتی رہیں گی۔

مکہ کے لوگ سحری سے فارغ ہوکر حرم پاک کی طرف کشاں کشاں چل پڑے، روزے کی نیت سے اتنا کھا لیا تھا کہ کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا۔ انھیں میں حوادث روزگار کا ستایا ہوا ایک ایسا بھی شخص تھا کہ بھوک کے مارے اس کا اٹھنا دوبھر ہو رہا تھا۔ اس کی رات فاقے میں گذری تھی دن بھر کا روزہ، بغیر سحری کے رہا۔ اس سے پہلا دن بھی فاقے ہی میں گذرا تھا۔ نماز ختم ہوئی لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر یہ غریب اپنی جگہ پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا فکر اپنی نہیں تھی مسلسل فاقوں نے اس کو بھوک کا عادی بنادیا تھا۔ اس کی ایمانی و روحانی قوت نے دنیا کو اس کی نگاہوں میں ہیچ اور اس کے حسن و جمال کو حقیر و بے حقیقت سا بنادیا تھا۔ فکر ان فاقہ زدوں اور بھوک کے ستائے ہوؤں کی تھی جن کا یہ کفیل تھا، جن کے جسم عریاں و برہنہ پیٹ خالی اور بھوک کی بھٹی میں جل رہے تھے۔ اس مرد خدا کی جگہ اگر کوئی دوسرا ان مصائب و آلام اور پیہم فاقوں سے دوچار ہوتا۔ اور امراء و رؤسا کو غرباء سے بے خبر بے محابا خرچ کرتے اور ہزاروں روپئے بیجا خرچ کرتے دیکھتا تو یقیناً دنیا سے بغاوت کردیتا۔ اس کو اپنے زمانے کے لوگوں سے نفرت ہوجاتی، لیکن اس بھلے مانس کو خدا کی ذات پر اعتماد و بھروسہ تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ اس کا دینا اور نہ دینا حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔ لینا اور دینا لوگوں کے بس میں نہیں ہے، جو اس کے مقدر میں ہے ـــــ وہ اس کے ضعف و ناتوانی کے باوجود آکر رہے گا۔ اور جو دوسروں کے لئے مقدر ہے وہ قوت و طاقت سے بھی حاصل نہ ہوسکے گا۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر آیا قمیص اتار کر لبابہ کو آواز دی گندے اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت نکلی قمیص اس کو دے دی اور یہ چیتھڑے کو خود پہن لیا۔ عورت نے کمزور و لرزتی ہوئی آواز میں کہا ابوغیاث! تین دن سے ہم لوگوں نے کچھ نہیں کھایا ہے روزے اور گرمی کے دن ہیں۔ تم صابر و شاکر ہو تو میں بھی صبر کا دامن نہ چھوڑوں گی۔ مگر گھر کے بوڑھے اور کمسن بچیاں تو تاب برداشت نہیں رکھتیں۔ بھوک نے انھیں نڈھال کردیا ہے تم خدا سے مدد چاہو نکلو کوشش کرو شاید کچھ مل جائے افطار کے لئے رکھ لیں۔

ابوغیاث کا دل بھر آیا۔ بولے اچھا کچھ کروں گا۔ جب رات اپنے سیاہ دامن کو پوری طرح سمیٹ چکی اور سورج کی سنہری کرنیں کوہ و بیاباں غاروں اور وادیوں کو منور کرنے لگیں تو امید و یاس کی ملی جلی کیفیت میں وہ ادھر ادھر پھرنے لگے۔ سورج کی گرمی بڑھتی گئی۔ دوپہر ہوگئی۔ لوگ سورج کی تپش اور لُو کے گرم گرم جھونکوں سے بچنے کیلئے گھروں میں داخل ہوگئے۔ ابوغیاث کو کچھ ہاتھ نہ لگا، گرمی بڑھتی ہی گئی۔ پاؤں جواب دے گئے آنکھیں چندھیانے لگیں۔ مایوس ہوکر ایک دیوار کے سائے میں پڑ گئے اب سب سے بڑی تمنا یہ رہ گئی تھی کہ موت آجائے اور ایمان کے ساتھ دُنیا سے رخصت ہوجائیں خیالات و پریشانی کی اسی دنیا میں گم سُم اپنی انگلیوں سے زمین کو کرید رہے تھے کہ ہاتھ ایک لمبی اور نرم چیز سے مس ہوا دیکھا اور غور کیا تو مٹی کی

تہہ میں دبے ہوئے سانپ کی دم نظر آئی، معاذ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ کھینچ لیا لیکن موت کی تمنا نے اسے کریدنے ہی پر آمادہ کیا۔ معاً خیال آیا کہ مومن کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑنا چاہیئے بلکہ دعا کرنی چاہیئے کہ اگر زندہ رہنا بہتر ہو تو زندگی نصیب ہو۔ موت بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ موت دے دیں۔ اپنے اس خیال پر چونک پڑے زبان سے استغفر اللہ نکلا مگر نگاہ سانپ ہی پر رہی، چلتا ہے نہ حرکت کرتا ہے اسے پاؤں سے چھوا تو بھی ٹس سے مس نہ ہوا بالآخر کھودا تو اس کی کھنکھناہٹ و جھنکار نے پتہ دیا کہ سانپ نہیں بلکہ دیناروں کی تھیلی ہے۔ بھوک پیاس جاتی رہی۔ اعصاب میں غیر معمولی طاقت محسوس ہونے لگی خوش ہوئے کہ اب اپنے گھر والوں کے لئے راحت و آرام کا پیام لے کر جائیں گے سوچنے لگے کہ ان کے لئے کیا خریدیں۔ پھر چونکے اور اپنے دین و ایمان کا جائزہ لینے لگے۔ فضا میں یہ آواز سنائی دی کہ پرائے مال کو تم نہیں خرچ کر سکتے۔ ایک سال تک اس کا اعلان کرو جب اس کا مالک نہ ملے تب یہ تمہارے لئے حلال ہوگا جو شام کے کھانے کی فکر میں سرگرداں تھا اسے سال بھر کا انتظار کتنا کٹھن کام تھا۔ مایوسی نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے سوچنے لگے فاقوں کا مارا میرا خاندان سال آئندہ زندہ رہے گا بھی یا نہیں۔ طرح طرح کے خیالات کا ہجوم ہوا، میں نے تھیلی نہ اٹھائی ہوتی تو یہ ذمہ داری مجھ پر کیوں پڑتی، کیا وہیں رکھ دوں، مگر آدمی پڑھے لکھے تھے، جانتے تھے کہ پڑی ہوئی چیز اٹھانے کے بعد اعلان ضروری ہے۔ اگر وہاں رکھ دے اور ضائع ہو جائے تو عند اللہ باز پرس اسی سے ہوگی۔

خیالات کے اس ہجوم میں فضا میں پھر ایک آواز گونجی یہ اللہ کی دی ہوئی روزی ہے لے لو اور بھوک سے دم توڑتے ہوئے متعلقین کو موت سے بچاؤ ان بھوکوں کا پیٹ بھرو۔ ان کے کھلے ہوئے جسموں کی ستر پوشی کرو۔ پھر خدا تم کو دے گا۔ تو واپس کر دینا یہ آواز ختم نہ ہوئی تھی کہ دوسری آواز سنائی دینے لگی کہ نہیں نہیں! احکم خداوندی کی خلاف ورزی نہ کرو پرائے مال میں خیانت جائز نہیں۔

چھپ چھپا کر گھر میں داخل ہوئے کہ مالکان کے ملنے تک اس تھیلی کو حفاظت سے رکھ دیں لیکن لبابہ کی نگاہوں سے اپنے آپ کو بچا نہ سکے، لبابہ نے پوچھا ابوغیاث کیا لائے۔

ہچکچاتے ہوئے جواب دیا کچھ نہیں۔ اس سے قبل لبابہ سے کوئی بات چھپانے کی عادت نہ تھی لبابہ بھانپ گئی۔ بولی نہیں کچھ تو ہے مجبوراً ساری داستان سنائی۔ لبابہ بھی دینداری اور تقویٰ میں کچھ کم نہ تھی تاہم مرد کے عزم و ثبات سے تو کم ہی تھی۔ کہا اس میں سے کچھ نکالو۔ اور کھانے پینے کا کچھ انتظام کرو۔ ہم اس کے ضرورتمند ہیں۔ ایسی صورت میں تو مردار کھانا بھی جائز ہے۔ ابوغیاث کی قوت ایمانی متاثر نہ ہوئی ڈانٹ کر کہا ہرگز نہیں۔ اگر تم نے اس کو ہاتھ لگایا اور کسی کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو تم کو طلاق دے دوں گا۔

لبابہ کو غصہ اور تلملاہٹ میں چھوڑ کر تھیلی کے مالک کی تلاش میں نکل پڑے کہ شاید مل جائے اور میں حلال طریقے سے اس سے کچھ حاصل کر دوں حرم پاک میں پہونچ کر ایک طبری نوجوان طالبعلم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اپنا مقصد بیان کیا تو کہا ہاں کل ایک خراسانی آواز لگا رہا تھا کہ ایک ہزار دینار کی میری ایک تھیلی گر گئی ہے جو اس کو لائے گا خدا اس کو بڑا اجر دے گا۔ مکہ کا ایک بوڑھا شخص اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ کی تھیلی غائب ہو گئی ہے۔ یہاں کے لوگ بہت پریشان حال اور محتاج ہیں۔ شاید کسی ایسے خراسانی شخص کو وہ تھیلی ملی ہو جو غریب ہو اور حلال طریقے سے آپ سے کچھ لینا چاہے تو کیا آپ اس کو کچھ دیں گے۔ خراسانی بولا کتنا لینا چاہتا ہے۔

بڑے میاں نے جواب دیا دسواں حصہ، خراسانی انکار کر گیا۔ اور خدا کے دربار میں دامن پکڑنے کی دھمکی دی۔

طبری طالب علم کا بیان ہے کہ اس گفتگو سے مجھ کو اندازہ ہو گیا کہ تھیلی اسی بوڑھے شخص کو ملی ہے جب وہ مایوس ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹا تو میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ گھر پہنچ کر لبابہ کو بلا کر کہا تھیلی کا مالک تو مل گیا میں نے بلطائف حیل اس سے کچھ لینے کی کوشش کی مگر وہ نہیں راضی ہوا۔ بتاؤ اب کیا کریں واپس کرنا تو اب ضروری ہو گیا ہے۔

عورت بولی پچاس سال سے ہم تمہارے ساتھ مصیبت کاٹ رہے ہیں تمہاری چار بیٹیاں دو بہنیں ہیں اور میری ماں نویں شخص تم ہو۔ ابوغیاث! خدائے عز و جل اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ اپنے ایک بندے کو جو نو افراد کی کفالت کر رہا ہے اس کو پڑی ہوئی چیز کو خرچ کر دینے پر سزا دے۔ تم نے نہ چوری کی ہے نہ غصب کیا ہے، خدا کی رحمت نے تمہارے

سامنے یہ نعمت ڈال دی ہے تم اس کی ناقدری نہ کرو گھر کے ان بھوکوں کے بارے میں بھی خدا تم سے باز پرس کرے گا۔ لبابہ ایک ڈھانچہ کی شکل میں سامنے کھڑی جلد خشک ہو کر ہڈیوں سے چمٹ گئی تھی صرف جان ہی جان باقی تھی۔ گھر کی دوسری عورتوں کی بھوک پیاس کی بھی یاد آ گئی۔

ابوغیاث کا دل بھر آیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ابوغیاث کے آنسوؤں سے لبابہ کو امید ہو چلی کہ شاید اب کچھ مل جائے ابوغیاث کے عزم میں بھی کچھ تزلزل سا پیدا ہوا۔ لیکن پھر پچاس سال کے صبر و توکل کا خیال آیا۔ ایک دن کے آرام کے واسطے ابوغیاث اپنی پچاس سالہ زندگی کو داغدار بنانے پر آمادہ نہ ہو سکے۔ موت و قبر خدا کے روبرو حاضری کا منظر یاد آیا تو چونک پڑے کہ خائن بن کر خدا کے حضور میں کیا منھ دکھاؤں گا۔ ایک چیخ ماری اور کہا ہرگز نہیں پھر دونوں خاموش ہو گئے سورج غروب ہوا۔ مغرب کی اذان ہوئی جب لوگ قسم قسم کے لذیذ کھانوں سے افطار کر رہے تھے تو ابوغیاث چند کھجوریں اور کچھ ٹکڑے لے کر گھر والوں کے ساتھ افطار کرنے کو بیٹھ گئے۔ امراء و غرباء سے بے خبر۔ ان کے ذہن اس سے خالی تھے کہ رمضان صدقات و خیرات کا مہینہ ہے۔ روزہ تو اسی لئے خدا نے فرض کیا ہے کہ انسان بھوکا پیاسا رہ کر مسلسل فاقہ کرنے والوں کی تکلیف کو محسوس کرے اور احسان کی قدر پہچانے خواہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ جتنے پر انسان قادر ہو۔ ابراہیم حربی کو روزانہ ایک ہی روٹی ملتی تھی۔ اس میں ایک لقمہ بچا لینا روز کا معمول تھا۔ جب ہفتہ پورا ہوتا جمعہ کا دن آ جاتا تو ٹکڑے خود کھا لیتے۔ اس دن کی روٹی کسی مستحق فقیر کو صدقہ دے دیتے۔ شیخ ابوغیاث ماحول کی اس بے حسی پر کڑھتے اور آزردہ خاطر ہوتے۔ ان چند ٹکڑوں اور کھجوروں کو کھا کر۔ آج چوتھا دن بھی فاقہ سے گذار دیا دوسرے دن جب صبح نمودار ہوئی تو خراسانی نے پھر آواز لگائی۔ ابوغیاث بڑھے اور کل کی طرح پھر بات کی۔ اور آج صرف دس دینار مانگے مگر خراسانی آمادہ نہ ہوا۔ اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ تیسرے دن پھر یہی صورت پیش آئی اور آج شیخ نے صرف ایک دینار مانگا کہ وہ غریب نصف دینار کا مشکیزہ خرید کر پانی پلا کر روزی کمائے گا۔ آدھے دینار کی بکری خرید کر گھر والوں کو دے گا، مگر خراسانی کا دل کسی طرح نہ پسیجا۔ ابوغیاث کی امید کا یہ آخری دھاگہ بھی ٹوٹ گیا۔ گھر کی بھوکی پیاسی عورتوں کا خیال آیا تو دل میں آیا کہ اس ضدی کو تھیلی نہ دیں یا کم از کم ایک دینار لے لیں اور باقی اس کو دے دیں لیکن خیال آ گیا قیامت کے حساب و کتاب اور حشر و نشر کا سوچنے لگا کہ کیا اس مختصر اور تھوڑے سے فائدے کے بدلے ہمیشہ کی مشقت مول لے لے۔ دنیا کی ساری لذتیں قیامت کی ایک ادنیٰ تکلیف کو نہ بھلا سکیں گی اور جنت کی بہاروں کا ایک جھونکا دنیا کی تمام مصیبتوں کو بھلا دے گا۔ ارادہ سے باز رہے حضورؐ کا یہ قول یاد آ گیا کہ جو شخص اللہ کے لئے کسی حرام چیز سے بچے گا۔ اللہ اس کو اس سے بہتر بدلہ دے گا۔ خراسانی سے کہا آؤ اپنی تھیلی لے لو۔ طبری طالب علم بھی ان دونوں کے ساتھ چل پڑا۔ گھر پر پہونچ کر چیتھڑوں کی موٹی تہہ میں لپٹی ہوئی تھیلی الماری سے نکال کر خراسان کے حوالہ کر دی خراسانی نے زور لگا کر اس کی مضبوط گرہوں کو کھولا اور اپنے دامن پر ڈال کر الٹتے پلٹتے ہوئے کہا ہاں یہ میرے ہی دینار ہیں۔

لبابہ اپنی بیٹیوں سمیت دروازے کی دراز سے بڑی حسرت کے ساتھ اس منظر کو دیکھ رہی تھی اس کی نگاہیں اس طرح تھیلی پر جمی ہوئی تھیں جیسے بھوکا کھانے کی ہڈیوں کو لے جا کر دیکھتا اور ان نعمتوں کا متمنی رہتا ہے جو اس کا پیٹ بھر دیں مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ خراسانی شکریہ تو کیا ادا کرتا اس نے شیخ کی طرف دیکھا تک نہیں تھیلی سنبھال اور ایک دو تین ہو گیا۔ لبابہ کا یہ حال ہوا کہ جیسے اکلوتا بچہ اٹھ گیا ہو، امید کا یہ آخری سہارا ٹوٹتے ہی بھوک سے پریشان عورتیں منھ کے بل گر پڑیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایک آواز ابوغیاث کے کانوں سے ٹکرائی دروازے پر پہونچے تو خراسانی کھڑا تھا بغیر کسی ادنیٰ جھنجھلاہٹ کے واپسی کا سبب پوچھا خراسانی بولا میرے والد کا انتقال ہو گیا انھوں نے وصیت کی تھی کہ میرے چھوڑے ہوئے دیناروں کا تیسرا حصہ اس کو دے دو گے جو تمہارے نزدیک سب سے زیادہ مستحق ہو۔ اور میرا اونٹ بیچ کر حج کرنا میں نے جب سے خراسان چھوڑا ہے مجھے آپ سے زیادہ مستحق کوئی نہیں ملا اس کو قبول فرمائیے

اللہ تعالیٰ برکت دے۔

طبری نوجوان وہاں سے جا چکا تھا۔ شیخ نے اس کو بلایا اور فرمایا تم تین دن سے ہمارے ساتھ ہو۔ میری زبوں حالی کا تم کو علم ہو چکا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بغیر اشراف کے اگر ہدیہ ملے تو اس کو قبول کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ محروم کر دے گا ہدیہ میں ساتھ رہنے والے کا بھی حق ہوتا ہے شیخ نے فرمایا میں نے آج تک اتنا مال رکھا ہی نہیں اور نہ اس کی تمنا ہوئی۔ میرے پاس یہی ایک قمیص ہے۔ سب گھر والے باری باری نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد میں اس کو پہن کر نکلتا ہوں۔ اور دوپہر تک مزدوری کرتا ہوں۔ ظہر کی نماز بھی اسی طرح ہر فرد باری باری ادا کرتا ہے۔

شیخ نے گھر کی تمام عورتوں کو بلایا مجھے بھی اپنے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا اپنے دامن پھیلاؤ تو میں نے تو اپنا دامن پھیلا لیا۔ مگر ان عورتوں کے کپڑے اتنے لمبے نہ تھے کہ دامن پھیلائیں۔ انھوں نے اپنے اپنے ہاتھ پھیلا لئے فقط سو دینار سب کے حصہ میں آئے۔

آج افطار کے وقت شیخ کے گھر بھی اچھا دستر خوان لگا اور سب گھر والوں کے چہروں پر بشاشت تھی۔ شیخ نے لبابہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ بڑا رحیم و کریم ہے میں نے حرام کا ایک سو دینار چھوڑا تو خدا نے حلال کے ایک ہزار دینار دیئے چند ہی لقمے کھا کر شیخ اس ارادے سے اٹھے کہ کوئی فقیر مل جائے تو اس کو بھی شریک کر لیں۔ یہ سب اس مکی مدنی جگر گوشہ عبداللہ کے اس پیغام ابدی کا کرشمہ ہے۔ جو وہ قیامت تک کیلئے دے گیا ہے۔ اس میں اضافہ و ترمیم کی کسی کو مجال نہیں۔

"یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا"

(بقیہ) شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

جس میں سرگرم و فعال مسلمان موجود نہ ہوں، اسّی سال پہلے جو تعداد کے اعتبار سے دنیا کا ساتواں حصہ تھے اب ان کی تعداد دنیا کی آبادی کا بیس فیصدی ہے۔

اب لندن، پیرس، روم، ویانا، لزبن، زغرب، نیویارک اور لاس اینجلس جیسے شہروں میں نمائندہ مساجد قائم ہیں، مزدور کارکنوں کی نقل مکانی اور مغربی یونیورسٹیوں کی دل کشی کی بدولت لاکھوں مسلمان یورپ اور امریکہ میں سرگرم عمل ہیں۔ ہر کہیں اسلام دوسرا سب سے بڑا مذہبی گروہ بنتا جا رہا ہے۔ آج کوئی اخبار یا ٹی وی چینل ایسا نہیں جس میں اسلامی موضوعات نہ ہوں اور صرف حال ہی میں یہ ممکن ہوا ہے کہ تمام یورپی زبانوں میں کلاسیکل اسلامی لٹریچر دستیاب ہیں۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کا سب سے زیادہ ترجمہ کیا جا رہا ہے اور زمین پر جس کی تلاوت سب سے زیادہ کی جاتی ہے۔

چونکہ یہ سب کچھ ۲۰ ویں نظریاتی صدی

(باقی صـ۱۲ پر)

زلزلہ زدگان کیلئے سعودی عرب کا گرانقدر عطیہ

خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز السعود کی جانب سے دو جہاز جنمیں غذائی سامان ٹینٹ کمبل اور دیگر ضروری اشیاء تھیں ممبئی ہوائی اڈہ پر ۳۱ر جنوری کو پہونچے ہندوستان میں سعودی عرب کے سفیر شیخ عبدالرحمٰن ناصر العوہلی نے ان اشیاء کو ہندوستانی افسران کے سپرد کیا تاکہ گجرات کے زلزلے سے متاثرین کو فوری مدد پہونچائی جا سکے، سامان کی قیمت کا تخمینہ پانچ لاکھ پچانوے ہزار آٹھ سو چالیس امریکن ڈالر ہے۔

خادم الحرمین شاہ فہد بن عبدالعزیز، شاہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز السعود، نائب وزیر اعظم و کمانڈر نیشنل گارڈ، پرنس سلطان بن عبدالعزیز السعود نائب وزیر اعظم و وزیر دفاع و شہری پرواز نیز حکومت سعودیہ عربیہ نے صدر جمہوریہ ہندوستان جناب کے۔ آر۔ نرائنن سے اس قومی المیہ پر سعودی عرب کے عوام کی طرف سے گہرے رنج کا اظہار اپنے ایک پیغام میں کیا اور متاثرین کے خاندان سے ہمدردی نیز جو لوگ اس زلزلہ کی زد میں آ کر جاں بحق ہوئے ان کے لئے دعائے خیر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے ہندوستانی عوام کو اس کے آفات ناگہانی سے محفوظ رہنے کی دعا کی گئی۔

سعودی عرب کے اعانۃ اسلامیہ کے منتظم نے بھی ایک جہاز ضروری اشیاء کے ساتھ جو ۶ر فروری کو ہندوستان پہونچا زلزلہ سے متاثر ہونے والوں کیلئے بھیجا ہے۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

● مولانا نذر الحفیظ ندوی

دوسری جنگ عظیم کے بعد اگرچہ یکے بعد دیگرے مسلم ممالک آزاد ہوتے گئے لیکن استعماری طاقتوں کے پھیلائے ہوئے سیاسی اقتصادی اور تہذیبی ارتداد کے جال میں وہ دوبارہ پھنس گئے ان طاقتوں نے تمام مسلمان ممالک پر بدترین قسم کی آمرانہ اور ملحدانہ حکومتیں مسلط کر دیں جنھوں نے مسلم عوام کو مادی ترقی اور اسلامی قدروں سے محروم کر دیا۔ الا ماشاء اللہ چنانچہ بڑے پیمانے پر اقتصادی بدحالی، سیاسی استبداد اور ایمانی آزمائشوں سے بچنے کی خاطر مسلمانوں نے یورپ امریکہ کا رُخ کیا پہلے ارادہ تھا کہ کچھ عرصہ ملازمت کر کے واپس وطن چلے جائیں گے لیکن اقتصادی طور سے مسلمان مہاجروں کو خوشحالی سے واسطہ پڑا تو انھوں نے اپنی بیوی اور بچوں کو بھی بلا لیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد انھیں بنیادی شہری حقوق حاصل ہو گئے جن کے نتیجہ میں ان مسلمانوں کو مزید اقتصادی و سماجی استقرار و اطمینان حاصل ہو گیا۔ ان بنیادی حقوق میں سے یہ بھی تھا کہ یہ مہاجرین مکانات کے مالک بن سکتے ہیں جائداد کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں ووٹ بھی دے سکتے ہیں اس لئے کہ ٹیکس دیتے ہیں۔

سماجی و اقتصادی استقرار کے بعد ان مسلمانوں کو خیال آیا کہ اسلام میں ہماری شناخت اور تشخص و امتیاز ہے اس لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے چنانچہ انھوں نے اپنے علاقوں میں مسجدیں تعمیر کیں اس کے بعد اسلامی مراکز کی تعمیر شروع کر دی، مسلم تنظیمیں دینی مدارس اور انجمنیں قائم ہونے لگیں۔ دعوتی سرگرمیوں کے نئے میدان کی تلاش میں تبلیغی جماعتوں نے بڑی کثرت سے اپنی جماعتیں روانہ کیں[1] وہاں سے برصغیر اور عرب ممالک میں جماعتیں روانہ کی گئیں ان کے علاوہ بھی توفیق الٰہی سے بہت سے افراد اور گم نام داعیوں نے امریکہ و یورپ کے زندانوں میں اسلامی دعوت کا کام شروع کیا اور ان پر محنت کی، اسلام دشمن پروپیگنڈے اور مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے وحشیانہ مظالم نے بھی غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کیلئے جگہ بنائی اس وقت صرف یورپی[2] ممالک میں مجموعی طور پر دو کروڑ اور امریکہ میں اسّی لاکھ کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں[3] امریکہ میں ایک ہزار ساجد تین سو سے زائد اسلامی مراکز اور ایک سو چالیس دینی مدارس ہیں۔ سرگرم اسلامی تنظیمیں اور فعال دینی جماعتوں کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز میں جو مسلمان مغربی ملکوں میں آئے ان کی ایک تعداد ایسی بھی تھی جو اپنی شناخت سے محروم ہو گئی اور وہ مغربی سانچوں میں ڈھل گئی لیکن خاصی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جس نے ایک مدت مغربی معاشرہ میں گذارنے کے بعد اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ جب انھیں اولاد کی گمراہی کا احساس اور زبردست معنوی خسارے کا اندازہ ہوا۔ اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے اسلام اور مسلم دشمنی کے مناظر اور مغربی معاشرہ کے شیرازہ کو بکھرتا، جنسی انارکی اور اخلاقی فساد کو سیلاب طوفان کی طرح پھیلتے دیکھا مسلم ممالک اور برصغیر سے جانے والے داعیوں، دینی جماعتوں کی بکثرت آمد و رفت نے بھی مغرب میں مقیم مسلمانوں کے اندر دعوتی تبدیلیوں کو روشن کرنا شروع کر دیا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پہلے دورۂ یورپ (۱۹۶۳ء) سے جو لکھے تھے ان میں انھوں نے لکھا تھا کہ یہاں آ کر اندازہ ہوا کہ جب تک خود مغربی ملکوں میں تبدیلی نہیں ہوگی اس وقت تک مشرقی ملکوں میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ تمام مشرقی ممالک کے سوئچ مغربی ممالک کے پاس ہیں، مولانا نے مغربی معاشرہ کے اخلاقی زوال کے پس پردہ کارفرما یہودی عزائم اور ان کی انسانیت دشمن تخریبی سرگرمیوں کے نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہودیوں کا اپنے مفسدانہ مقاصد میں کامیابی الٰہی نظام عدل اور اس کے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ صفت کے خلاف ہے چونکہ انسانیت کو قیامت تک باقی رہنا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آخری دین ہی غالب ہوگا۔ اور انجام کار اسلام کے حلقہ بگوشوں ہی کیلئے ہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشنگوئیاں اس طرح پوری ہو رہی ہیں کہ خود مغربی ملکوں کے دانشوروں اور مفکروں کے نقطۂ نظر میں تبدیلی آ رہی ہے، اپنے ہی ہاتھوں پھیلائے ہوئے عالمگیر وباؤں کے خلاف ان کے اندر فکر و تشویش اور ندامت کے ساتھ جھنجھلاہٹ پائی

[1] تازہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو بیس ملکوں میں تبلیغی جماعتوں کی آمد و رفت ہو رہی ہے۔

[2] فرانس میں پینتالیس لاکھ، انگلستان میں بیس لاکھ، جرمنی میں پندرہ لاکھ مسلمان بستے ہیں۔

[3] ان میں امریکی گاؤں کا تناسب ۴۲ فیصد ہے ہر سال گیارہ ہزار اسلام قبول کرنے والے امریکیوں میں ۵۰ فیصدی گاؤں کی ہوتی ہے اسلام کی پناہ میں آنے والی خواتین کا تناسب ۶۸ فیصدی ہے۔

جاتی ہے۔ وہ حیران و پریشان ہیں کہ اس دلدل سے کیسے نکلیں۔

امریکی حکومت کے سابق مشیر برائے قومی سلامتی مسٹر برجینکسی اپنی کتاب OUT OF CENTRAL میں لکھتے ہیں: وہ سماج جس میں ہر چیز کی اجازت ہوتی ہے اور ہر چیز کو حاصل کیا جا سکتا ہے وہ ایسا معاشرہ ہے جس کا اخلاقی معیار سب سے زیادہ پست ہوتا ہے ایسے معاشرہ میں انسان اپنی تمام تر خواہشات کی تکمیل پر اپنی جد وجہد کو مرکوز کر دیتا ہے اور وہ ہر قیمت پر اس کو پوری کرتا ہے۔

مشہور امریکی مؤرخ آرتھر جلینجر اپنی کتاب U.S.A میں لکھتا ہے کہ امریکی معاشرہ میں متعدد تہذیبوں اور ثقافتوں کو ختم کرنے اور اس کے قالب میں ڈھالنے کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے اس لئے کہ مغرب اپنے اخلاقی قدروں سے محروم ہو چکا ہے۔

سابق امریکی صدر نکسن نے بھی مغربی دنیا کی حقیقی ترقی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہماری تہذیب کو جن مشکلات کا سامنا ہے ان کا خلاصہ اور روح یہ ہے کہ مادی اعتبار سے ہماری تہذیب اسی وقت باقی رہ سکتی ہے جبکہ اپنی کھوئی ہوئی روحانیت دوبارہ حاصل کرلے۔

مشہور مفکر ڈاکٹر الیکسس کیرل اپنی عالمی شہرت کی حامل کتاب MANT YE UNKWOWN میں لکھتا ہے "موجودہ مغربی تہذیب وتمدن نے انسانی قدروں اور ان کی تمام خصوصیات کو تباہ و برباد کر دیا ہے موجودہ مغربی تہذیب ہماری نفسیات سے کسی طرح ہم آہنگ نہیں ہے اس کا وجود ہماری فطرت اور خصوصیات کو سمجھے بغیر عمل میں آیا ہے اگرچہ ہماری جد وجہد نے اس کو وجود بخشا ہے لیکن اس کے باوجود ہماری حقیقی خواہشات اور فطری خصوصیات سے بیگانہ ہے۔

وہ آگے چل کر لکھتا ہے: بنیادی حقیقت یہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ اصل انسان ہے اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہر چیز ہونی چاہئے۔ لیکن معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے، جس دنیا کا اس انسان نے انکشاف کیا ہے اس میں وہ خود بیگانہ بن کر رہ گیا ہے۔ وہ اپنی دنیا کی تنظیم اس لئے نہیں کر سکا کہ وہ اس کی فطرت سے عملی طور پر ناواقف ہے۔ اس بنا پر جو عجیب ترقی اس نے حاصل کی ہے اور جس طرح جمادات نے زندگی کے علوم پر امتیاز اور تفوق اور برتری حاصل کی ہے وہ ان سانحوں اور المیوں میں سے ایک ہے، جس کا سامنا انسان کو کرنا پڑ رہا ہے وہ ماحول اور ایجادات جن کو ہماری عقلوں نے پیدا اور تیار کیا وہ ہماری روح اور اخلاق سے ہم آہنگ نہیں اور نہ ہی ہمارے قد وقامت پر راس آرہا ہے ہم مغربی لوگ اخلاق اور فکری طور پر انتہائی درجہ پست سطح پہ گر چکے ہیں، ہم گھٹیا اور بد قسمت لوگ ہیں، وہ قومیں اور گروہ جو صنعتی ترقی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ چکی ہیں اور انھوں نے غیر معمولی سرعت کے ساتھ یہ منزل حاصل کی ہے وہ برابر کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہیں اور جتنی سرعت سے انھوں نے ترقی کی تھی اس سے کہیں زیادہ تیزی سے دوسروں کی بنسبت پستی کے غاروں اور بربریت وحیوانیت کے گڈھوں میں گریں گی اور انہیں اس کا احساس تک نہ ہوگا"۔

امریکی معاشرہ کے بکھرتے ہوئے شیرازے اور پوری ریاستہائے متحدہ امریکہ پر چھائی ہوئی افراتفری کی فضا کی عکاسی کرتے ہوئے مشہور امریکی جریدہ U.S. NEWS کے چیف ایڈیٹر MARTIMER B. V ارٹیمری بی ودکرمین UCKERMAN ۱۸ر اگست ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں:

امریکہ کی سماجی زندگی کا تانا بانا تیزی سے بکھر کر ایک قومی سد راہ بنتا جا رہا ہے اور یہ کہ ہر میں سے ۳ امریکی یہ سوچتے ہیں کہ ان کا اخلاقی اور روحانی پیمانہ بہت نیچے گر چکا ہے۔ اور تین میں سے دو کا یہ خیال ہے کہ یہ ملک راہ راست سے بری طرح بھٹک گیا ہے یہاں تک کہ صدر مملکت بل کلنٹن خود اپنی بد چلنی کی وجہ سے رائے دہندگان کی نظر میں پندرہ پوائنٹ نیچے گر گئے ہیں افراتفری نے ملک کی فضا پر چھائی ہوئی ہے منشیات کی عادت نے عائلی زندگی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ تعلیمی معیار نیچے گرتا جا رہا ہے۔ پبلک مقامات نشہ خور اور ٹھگوں کے اڈے بن گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے سماجی حقوق اور انفرادی آزادی کے فرق کو کھو دیا ہے، ہر جگہ مقابلے کا مزاج نظر آتا ہے کالے گوروں سے برسر پیکار ہیں خواتین خاندانی امارات کے خلاف جنگ کر رہی ہیں صنف نازک نسوانیت کی دھجیاں اڑا رہی ہیں۔ بچے والدین سے بیزار ہیں۔ مائیں ازدواجی زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہیں باپ بچوں کی ذمہ داریوں سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ عبادت گذار گرجا گھروں سے ناراض ہیں، طلباء یونیورسٹی کے خلاف ہنگامہ آرا ہیں۔ گویا ملک میں عوامی خیر خواہی کے کلچر کے بجائے عوامی شکایات کا کلچر ابھر آیا ہے، ہر ایک کشتہ ہوس ہے۔ جو محروم ہیں وہ اپنے کو اہل ثروت کا شکار سمجھتے ہیں جرائم تسلیم شدہ حقیقت بن گئے ہیں کیونکہ انہیں بچپن کی ناشاد زندگی کا تاثر مان لیا گیا ہے۔ غرض کہ وہ انسانی خصلتیں جن پر امریکہ فخر کیا کرتا تھا۔ یعنی محنت، خود ساختہ ڈسپلن اور احساس ذمہ داری اب قصہ پارینہ ہو چکے ہیں۔ نئی نسل سکون اور خاندانی و اخلاقی روایات سے محروم

ہو چکی ہے نوری نفع اس کا متاع حیات بن گیا ہے۔ ذاتی محرکات، جنسی خصوصیات کا ابھار بڑے پیمانہ پر ہو رہا ہے ذرائع ابلاغ ٹی وی اور فحش گانے انکے جذبات کو برانگیختہ کر رہے ہیں جن سے امریکی اخلاقیات نے ہمیشہ نفرت کی ہے مثلاً تشدد، حرام کاری، نشہ پسندی اور شراب نوشی، اس کے برخلاف اخلاق حسنہ دین و ایمان، عائلی زندگی اور حکومت وقت کا احترام ختم ہو چکا ہے، سرمایہ داری اور تاجرانہ ذہنیت نے عائلی زندگی، پڑوسیوں سے میل جول آپسی ربط و ضبط اور اتحاد عمل کو ختم کر دیا ہے۔ قوم ان حالات سے بیزار ہو چکی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ زندگی کو ایک نیا موڑ دیا جائے۔ تعلیم اور معاشیات میں تعمیری نشو ونما ہو، مزدوروں میں ہنر مندی اور ذمہ داری کا احساس بڑھے اور اخلاق کو اولیت کا درجہ ملے۔ قوم سماجی اور اخلاقی پستیوں سے نکلنے کا مطالبہ کر رہی ہے، لوگ اخلاقی برتری حاصل کرنے کیلئے بے تاب ہیں۔ تاکہ عہد قدیم کی سادگی کی طرف لوٹنا مشکل ہے۔ گھڑی کی سوئی پیچھے نہیں کی جا سکتی۔ لیکن بربادیوں سے نکلنے کیلئے جو خلش آج ہمیں بے تاب کر رہی ہے اگر اس کا احترام نہیں کیا گیا تو کل یہ خوف دہراس کی شکل اختیار کرے گی اور بربول دہشت گردی کی اور رعب خوف کی اجارہ داری ہو جائے تو عقل اور برداشت دونوں کیلئے خطرہ ہو جاتا ہے ہم اس وقت اس ماحول میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ ہمارے لئے عظیم خطرہ ہے"۔

اس عظیم خطرہ کا احساس صرف یو۔ ایس نیوز کے چیف ایڈیٹر کو نہیں اور نہ ہی یہ بر اعظم امریکہ کے لوگوں کا خطرہ ہے۔ بلکہ پوری مغربی دنیا کی اکثریت کا یہ تاثر ہے[1] جس کی ترجمانی یو ایس نیوز کے ایڈیٹر نے کی ہے۔ اس عظیم خطرہ اور۔۔ روحانی خلا کا احساس اتنا عام ہو چکا ہے کہ دولتمندوں کی اولاد اک گونہ بیخودی کی تلاش میں دم مارو دم اور مٹ جائے غم کیلئے گبریلے کیڑے کی طرح پوری دنیا میں رینگتی دکھائی دیتی ہیں۔ دوسری طرف مغربی ملکوں کے ٹی وی پروگراموں میں روحانی پروگرام کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ مغربی دنیا کے ہر شخص کو ایک عقیدہ اور ایک نظریۂ حیات کی تلاش ہے۔ تلاش و جستجو کا یہ عمل ایک صدی پر محیط، ہزاروں حساس انسان امن وسکون کی تلاش میں سرگرداں ہیں ؎

ہمہ آہو صحرا سر خود نہادہ برکف
بامید آں کہ روزے بشکار خواہی آمد

رسل، دیب، مریم، مرتضیٰ دہلین، عمر فاروق عبد اللہ، خالد یوسف اسلام اور مراد ہوف مین جیسے ہزاروں جینیس لوگ روحانی تسکین کیلئے اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ انہیں یہ متاع بے بہا کہیں نہیں ملی۔

خود جرمن دانشور مراد ہوف مین نے مغربی دنیا میں پائے جانے والے اس مذہبی خلا کا جو جائزہ لیا ہے وہ بڑا چشم کشا، بصیرت افروز اور ظلمت شب میں امید کی کرن ہے، مراد ہوف مین نے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے زیر اہتمام ۲۴ر اور ۲۷ر فروری ۲۰۰۰ء کو اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں لیکچر دیئے۔ ہم ان کے لیکچر کا ایک حصہ ترجمان القرآن لاہور کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

مراد ہوف مین نے اپنے لیکچر کے آغاز میں مغرب میں رائج اقتصادی اور سیاسی فلسفے اور نظریات کا جائزہ لیکر بتایا کہ خود مغرب کے دانشور اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ مذہب کو ترک کر کے جنت ارضی کے بجائے ہمیں ناقابل یقین حد تک وحشیانہ عالمی جنگوں، کیمیائی اور ایٹمی جنگی اسلحہ قتل وغارت اور نسلی صفائی جیسے مصائب اور تباہیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر انسان مذہب کی بازیافت نہ کر سکا تو بنی نوع انسان نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کر لے گی بلکہ اپنے کرۂ ارض کو بھی لے ڈوبے گی۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈینیل بیکل نے اپنی تصنیف "سرمایہ داری کے ثقافتی تضادات" میں اس بات کی تلقین کی ہے کہ اخلاقیات کی تعمیر نو کیلئے کسی نہ کسی طرح کا مذہب اپنانا ضروری ہے، خواہ اسے خود ہی کیوں نہ ایجاد کرنا پڑے۔ امریکہ کے ایک سابق سفارت کار ولیم اُفلس نے پیش گوئی کی ہے کہ مغربی دنیا کیمونزم کی طرح مسمار ہو گی اس لئے کہ یہ اعلیٰ بصیرت سے محروم ہے۔ دونوں دانشوروں نے اس بدیہی حقیقت کو دریافت کر لیا ہے کہ کوئی انسانی تہذیب کبھی روحانیت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

مراد ہوف مین مغربی دنیا کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مغربی مستشرقین کے نزدیک اسلام کے سیاسی کردار کے خاتمے کے بعد اس کی کوئی امید نہیں تھی کہ بیسویں صدی کے ساتویں دہائی میں اسلام نمایاں طور سے عالمی سطح پر ابھرے گا۔ وہ اسلام جس پر چار سو سال سے جمود کی حالت طاری رہی ہو اور جس کے تمام ماننے والوں کو یورپی اقوام نے اپنی نو آبادیات میں شامل کر لیا ہو۔ لیکن اسی اسلامی دنیا سے ایسے ممتاز داعی اٹھ رہے ہیں جو بڑی خود اعتمادی سے مغربی ملکوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ ان کے تیار کئے ہوئے لٹریچر کو ہر جگہ بڑی دلچسپی سے پڑھا جا رہا ہے۔ آج آئس لینڈ اور کوریا سے کولمبیا تک دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں

(باقی ص ۱۶ پر)

[1] بلکہ جہاں جہاں مغربی کلچر نے ڈیرے ڈالے ہیں وہاں یہ عظیم خطرہ پایا جا رہا ہے، ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ نے اس خطرہ کو عالمگیر بنا دیا ہے۔

مسلمان نوجوانوں نے انسانیت کی لاج رکھ لی

گجرات کے زلزلہ سے نئی تاریخ رقم ہوئی

معصوم مُرادآبادی

ایک مسلم نوجوان کا چہرہ ٹی وی کے اسکرین پر نمودار ہوتا ہے۔ وہ پورے اعتماد سے چلاتا ہے "مجھے یقین ہے اب احمد آباد میں کبھی فساد نہیں ہوگا"۔ پاس میں کھڑا ایک ہندو نوجوان پوری شدت سے اس کی تائید کرتا ہے۔ "ہاں اب یہاں کوئی لفڑا نہیں ہونے والا"۔ یہ منظر آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد کئی ایسے مناظر سامنے آتے ہیں جن سے ان بیانوں کی بازگشت سُنائی دیتی ہے۔

ایک اسپتال کے باہر ہندو اور مسلمان اپنے اپنے کیمپ لگائے ہوئے ہیں وہ لاشوں کو ان کے کاندھوں پر ڈھو رہے ہیں۔ زخمیوں کو اسپتال کے اندر لے جا رہے ہیں اور زخموں سے چور لوگوں کے حلق میں پانی انڈیل رہے ہیں۔ کسی کو کچھ کھلا رہے ہیں تو کسی درد سے کراہتے انسان کی ڈھارس بندھا رہے ہیں۔ ان کی کوشش یہی ہے کہ کسی طرح وہ کسی ضرورت مند کے کام آجائیں، کسی کی جان بچالیں، کسی کے زخموں کا مرہم بن جائیں کسی کے درد کا مداوا ہوجائیں ضرورت مند کا مذہب اور عقیدہ کیا ہے اس سے انھیں کوئی سروکار نہیں۔

یہ وہی احمد آباد ہے جو برسوں فرقہ واریت کے جہنم میں جلا ہے۔ جہاں مہینوں کرفیو نے حکمرانی کی ہے جہاں فوج اور پولیس کے دستوں نے برسوں ہندو اور مسلم علاقوں میں دونوں کو ایک دوسرے سے بچانے کیلئے پہرے دیئے ہیں۔

آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ ۲۶ر جنوری کو گجرات میں آئے قیامت خیز زلزلہ میں متاثرین کو امداد پہونچانے کا پہلا کام ان نہتے مسلم نوجوانوں نے شروع کیا تھا۔ جو ایک اسپتال میں زخموں سے چور لوگوں کو اپنا خون دے رہے تھے ایک ایک نوجوان نے دن میں چار چار بار اپنا خون دیا اور اپنے ہندو ہم وطنوں کی جانیں بچائیں۔

ان نوجوانوں نے کسی کی ترغیب کے بغیر اپنا کام اس وقت شروع کر دیا تھا جب حکومت اور باقی دنیا گجرات میں ریلیف پہنچانے کے منصوبے بنا رہی تھی۔ جس وقت گجرات کی صوبائی حکومت اور مرکز کی باجپئی سرکار کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے ان مسلم نوجوانوں نے اپنے اصل فرض کو پہچانا اور انسانیت کی آبرو اپنی جان پر کھیل کر بچائی۔ یہ نوجوان اپنی جانوں کی پرواکئے بغیر اس لافانی جذبے سے سرشار تھے کہ ان کے جسم کا سارا خون نکال کر ان تڑپتے بلبلاتے اور چیختے چلاتے لوگوں کی زندگیاں بچالی جائیں جن پر زلزلہ قہر بن کر نازل ہوا ہے۔

> جس وقت گجرات کی صوبائی حکومت اور مرکز کی باجپئی سرکار کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے۔ ان مسلم نوجوانوں نے اپنے اصل فرض کو پہچانا اور انسانیت کی آبرو اپنی جان پر کھیل کر بچائی۔

احمد آباد میونسپل کارپوریشن کے وی ایس اسپتال میں ۲۶ر جنوری سے ہی ۱۰۰ سے زیادہ مسلم نوجوان ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ یہ نوجوان زلزلے والے روز سے سوئے نہیں تھے۔ ان کا تعلق بہرام پور، جمال پور، اور شہر کے کاگزیواڑ علاقوں سے تھا۔ ان نوجوانوں نے اپنا خون دے کر زلزلہ سے متاثر ہندوؤں کی جانیں بچائیں۔

جمال پور کے ایک مسلم نوجوان اسلم باجی نے کہا "نتھو مسلم نوجوان یہاں ۲۶ر جنوری سے ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں۔ کم ازکم ۳۵ر نوجوان نے تو کئی مرتبہ خون عطیہ کیا تاکہ وی ایس اسپتال میں خون کی کمی نہ آنے پائے۔ یہاں زلزلہ متاثرین کا آنا مسلسل جاری ہے "ان میں سے بیشتر ہندو ہیں" یہ پوچھے جانے پر کہ ہندو متاثرین جب آپ کو ہسپتال میں دیکھتے ہیں تو ان کا پہلا ردِّعمل کیا ہوتا ہے تو انھوں کہا "بلاشبہ انھیں ہمیں دیکھ کر اطمینان ہو جاتا ہے میں نے تو پھر بھی کسی طرح سے تھوڑی آنکھ جھپک لی ہے۔ لیکن میرے دوستوں کو یہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ ان میں سے بعض تو ۷۲ گھنٹوں سے سوئے بھی نہیں ہیں۔ وی ایس ہسپتال کے اسسٹنٹ میٹرون لیلاوتی ڈینئل نے کہا" زلزلے نے دلوں کے فاصلے ختم کر دیئے ہیں۔ ہسپتال میں زیر علاج ۱۵۳ر متاثرین میں سے بیشتر شدید زخمی تھے جن کے سروں اور جسم کے دیگر حصوں میں چوٹیں آئی تھیں اور سرجری کی ضرورت تھی۔ اگر مسلم نوجوان رضا کارانہ طور پر اپنا خون عطیہ نہیں کرتے تو زخمیوں کی حالت بہت زیادہ تشویشناک ہوجاتی۔

مسلم نوجوانوں کے اس بے مثال جذبہ خیر سگالی سے متاثر ہوکر ہندوؤں نے یہاں کی شاہی مسجد کی صفائی ستھرائی کا کام انجام دیا۔ اور مسلمانوں کو اس میں نماز ادا کرنے کی دعوت دی۔ یہ مسجد ایک گھنی ہندو آبادی میں واقع ہے اور کچھ لوگوں نے یہاں ۱۹۹۲ء کے بعد نمازیوں کی آمد پر اس لئے روک لگادی تھی کہ کہیں کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہوجائے۔ احمد آباد کے حالات ہی ایسے تھے کہ ہندو اور مسلمان دونوں ایک دوسرے کے علاقوں میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔

ہندوؤں نے اس مسجد کی صفائی کی اور خود مسلمانوں کو نماز پڑھنے کیلئے دعوت دی۔ یہ مسجد احمد آباد کے نہایت حساس علاقوں میں ایک کھڑیا علاقے میں واقع ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے زلزلہ سے تباہ شدہ علاقوں میں بڑی تعداد میں اپنے ہندو برادرانِ وطن کی مدد کی تھی۔ اب مسلمان کھڑیا شاہی مسجد میں پنج وقتہ نماز ادا کر رہے ہیں۔

مسلم نوجوانوں کے ذریعہ ہندو متاثرین کو خون دیئے جانے کی خبر کچھ اخبارات نے نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کی تو کچھ اخبارات ایسے بھی تھے جنھوں نے اس خبر کو نظر انداز کر دیا۔

ہندی روزنامہ "امر اُجالا" نے ۲۶ر جنوری کے شمارے میں صفحۂ اوّل پر یہ خبر "ہندوؤں کی رگوں میں مسلمانوں کا خون" کی سرخی کے ساتھ نہایت نمایاں شائع کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گجرات میں زلزلہ کی تباہی کا شکار مریضوں کو بچانے کیلئے احمد آباد کے مسلم نوجوان اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور آپریشن کیسوں کیلئے برابر اپنا خون اپنی خوشی اور آمادگی کے ساتھ دے رہے ہیں۔ ان کے خون سے سینکڑوں زخمیوں کو نئی زندگی ملی ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ انگریزی روزنامہ "اسٹیٹسمین" نئی دہلی نے یہ خبر قدرے تفصیل کے ساتھ شائع کی ہے اس نے لکھا ہے کہ زلزلے کی تباہی نے ہندو مسلمان، اور عیسائی کے درمیان تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں۔ یہ سب ایک دوسرے کو اپنے خون سے زندگی دینے میں مصروف ہیں۔ سینکڑوں مسلم نوجوان میونسپل کارپوریشن کے اسپتال میں مستقل ڈیرہ ڈالے ہیں۔ اور ۲۶ر جنوری سے اب تک سو بھی نہیں سکے ہیں۔ احمد آباد کے پرانے شہر کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے ان مسلم نوجوانوں نے اپنا خون دے کر اب تک سینکڑوں ہندوؤں کو نئی زندگی دی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ نوجوان باربار اپنے خون کا عطیہ پوری آمادگی کے ساتھ دے رہے ہیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ جب ہندو زخمیوں نے سینکڑوں مسلم نوجوانوں کو اپنی خدمت میں سرگرم دیکھا تو انھیں بے حد سکون واطمینان ہوا۔ اسپتال کی اسسٹنٹ میٹرن لیلاوتی ڈینیل نے بتایا کہ اگر یہ مسلم نوجوان اپنا خون نہ دیتے تو اسپتال کیلئے مریضوں کی زندگی بچانا ممکن نہ تھا۔ ایک سوشل ورکر ہرش کپاڈیہ نے بتایا کہ یہ مسلم نوجوان محض خون ہی نہیں دے رہے ہیں۔ بلکہ زخمیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے علاوہ ان کے رشتہ داروں کو غذا اور دوسری سہولتیں فراہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ خبر نہایت حوصلہ افزا اور اطمینان بخش ہونے کے علاوہ سمجھدار ذہنوں کو دعوت فکر دے رہی ہے، خصوصًا ان لوگوں کے لئے جو گجرات اور ملک کے دوسرے علاقوں میں فرقہ وارانہ تلخیخ پیدا کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں ہمارے سویم سیوک پردھان منتری مسلمانوں کے اس عمل کو نہ جانے کون سے جذبے کا "پرکشی کرن" قرار دیں گے۔ البتہ ان کے پریوار کے سرگرم ممبروں کو افسوس ضرور ہوگا کہ ان کی وہ تمام محنت رائیگاں ہوئی جو انھوں نے عیسائی اور مسلم مخالف فضا پیدا کرنے کیلئے کی تھی۔ بلاتفریق مذہب وعقیدہ برے وقت میں ایک دوسرے کے کام آنے کا یہ رجحان پورے ملک میں تیز سے تیز تر ہونا چاہیئے۔ اور اس میں مسلمانوں کو ہر جگہ نہ صرف پہل کرنی چاہیئے۔ بلکہ انسانی خدمت کے میدان میں انھیں پیش پیش رہنا ضروری ہے تاکہ فرقہ واریت کی آگ بھڑکا کر اس پر اقتدار کی روٹیاں سینکنے والے عناصر کے منصوبے خاک ہوں۔

(بہ شکریہ خبردار دہلی۔ ۱۶ر فروری ۲۰۰۱ء)

دُعائے مغفرت

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم کفیل احمد کی والدہ کا ۵۰ سال کی عمر میں ۵ر فروری ۲۰۰۱ء کو اچانک انتقال ہوگیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔
قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

اسلام مساوات کا عملی نمونہ

نو مسلم چینی محمد عبد الرحمن کیولی کے تأثرات

تحریر: محمد العردان ——— ترجمہ: سید مسعود حسن حسنی ندوی

نسیم کے مرکز دعوت میں ایک چینی نژاد کیولی فینچ نے اسلام قبول کیا، اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا نام عبد الرحمن کیولی رکھا گیا ان کے ساتھ ۲۱۵ لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے بھائی عبد الرحمن کیولی سے پہلا سوال ان کے اسلام کے بارے میں کیا تو انھوں نے کہا کہ میں اسلام سے بہت ہی کم واقف تھا بلکہ میرے ذہن میں اسلام کے بارے میں بڑی خراب تصویر تھی، لیکن جب سعودی عربیہ آیا تو کمپنی نے (جس میں میں ملازم تھا) میری رہائش کا بندوبست نظیم کے محلہ میں کیا، مسلم اور عرب محلہ میں رہنے کی وجہ سے مسلمانوں سے میرا ملنا جلنا ہوا، چنانچہ اسلام کے بارے میں مجھے معلومات حاصل ہونے لگیں اور خود مسلمانوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ پھر میرا یہ حال ہوگیا کہ اس کا انتظار کرتا رہتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جو اسلام کے بارے میں مزید کچھ بتائے، اللہ تعالیٰ نے ایک سعودی بھائی جس کا نام حامد تھا کو ہمارے لئے مسخر کردیا، اس نے اور اس کے ایک ساتھی نے ہمیں اور ہمارے چینی ساتھیوں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا کھانے کے بعد اسلام کے بارے میں گفتگو ہونے لگی، ہم کو بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن کے بارے میں ہم نہیں جانتے تھے کہ اسلام ان باتوں کا بھی حکم دیتا ہے بلکہ اس کے برعکس ہم یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں، اس ملاقات کے بعد انھوں نے ہمیں چھوڑا نہیں بلکہ وہ بار بار ہمارے پاس آتے اور دعوت دیتے، متعدد ملاقاتوں کے بعد ہمارا تردد دور ہوگیا۔ اور دل منشرح ہوگیا اور میں نے ان سے صفائی کے ساتھ کہا کہ کیا میں اسلام میں داخل ہوسکتا ہوں تو ان سب نے ایک آواز ہوکر کہا۔ ہاں! اسلام میں آپ

> وہ کہتے ہیں! چین میں ہم سنتے تھے کہ اسلام بہت ہی سخت مذہب ہے لیکن ہم نے اس کو فطرت کے مطابق پایا

داخل ہوسکتے ہیں، صرف کلمۂ شہادت پڑھنے کی بات ہے، ہم سب نے کلمۂ شہادت پڑھا، اور اس طرح اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئے۔

اس کے بعد اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے احساسات کے بارے میں ہم نے ان سے دریافت کیا؟ انھوں نے جواب دیا! کہ جس وقت میں چین میں تھا تو وہاں بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا تھا کہ اسلام بہت سخت دین ہے۔ اور وہ ہر چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ اسلام کے بارے میں ہماری معلومات بہت ناقص تھیں چین میں رہنے والوں کی اکثریت بودھ مذہب کی پیروکار ہے لیکن اصلاً وہ لادین ہیں۔ (حقیقتاً ان کا کوئی مذہب نہیں) میرے سعودی عرب آنے کے بعد اور سعودیوں کی

> چینی ایسی زندگی گذار رہے ہیں جو روحانیت سے خالی ہے اور وہ کسی بھی مذہب کو قبول کرسکتے ہیں۔

جانب سے بہتر معاملہ ہونے اور سعودی بھائیوں سے ملاقات کرتے رہنے کی وجہ سے میرے اور میرے ساتھیوں کے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور اپنے دین میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ اس تجربہ کو میرے اسلام لانے میں بڑا دخل ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی عظیم تاریخ نے بھی میرے دل میں اسلام کی عظمت بٹھائی۔ اور دین سے واقف کرانے میں مسلمانوں میں جو دلچسپی اور جذبہ ہے اس نے مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو بہت متاثر کیا اس طرح ہمارے ذہنوں میں اسلام کے سلسلہ میں جو غلط تصورات تھے ان لوگوں کی گفتگو سے وہ زائل ہوگئے، اور میرے

لئے اسلام لانا آسان ہوگیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں اس بات سے واقف ہوگیا کہ یہ دین (اسلام) صرف پاک چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور گندی و خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے، وہ مساوات کی دعوت دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کی زندگی اس کی آئینہ دار ہے۔ اقتصادی لحاظ سے اس کی واضح مثال زکوٰۃ ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کی دولت تقسیم ہوتی ہے۔ اور اس سے فقراء و اہل حوائج کی مدد ہوتی ہے، اس دین سے اپنا انتساب کرنے میں میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ پہلے میں اپنے کو غریب الوطن محسوس کرتا تھا لیکن اب میں اپنے کو اپنے اہل اور بھائیوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ہم تمام کے تمام مسلمان ہیں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

دین کا کردار

اس کے بعد ہم نے بھائی عبد الرحمن کیولی سے ان کے خاندان کے بارے میں دریافت کیا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا ان کو ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر ہے تو انھوں نے جواب دیا! کہ انھوں نے اپنے والدین کو خط کے ذریعہ اطلاع بھیج دی ہے۔ شروع شروع میں تو دونوں بہت گھبرائے، لیکن جب میں نے ان دونوں سے اسلام کے سلسلہ میں گفتگو کی تو ان دونوں کو اپنے مسلمان رہنے پر راضی کرلیا۔ جہاں تک میرے والد کا تعلق ہے تو وہ اپنے دین کے بہت سخت پابند ہیں چنانچہ اخیر میں میں نے ان سے کہا کہ میں نے اپنے لئے اس دین کو پسند کیا ہے اور میں اس سے خوب واقف ہوں۔

پھر میں نے ان سے سوال کیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے۔ اور ان کا خاندان ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ جبکہ ان کو ان کے اسلام کا علم ہوچکا ہے تو انھوں نے جواب دیا! وہ لوگ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ محبت کا، سچائی کا، امانت داری کا معاملہ کروں، اور میں ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کروں گا کیونکہ دین اسلام مجھ کو اسی کا حکم دیتا ہے، جب میں اسلام کی تعلیمات کو عملاً اپنے والدین کے سامنے پیش کروں گا تو مجھ کو کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ جلد ہی وہ دیکھ لیں گے اور سمجھ بھی لیں گے کہ میں نے اچھے دین کو اختیار کیا ہے۔

جس وقت میں نے ان سے داعیوں کیلئے موی طور پر نصیحت کی درخواست کی اور چینی حلقوں میں جو داعی ہیں ان کیلئے ان کا کیا مشورہ ہے؟ تو ان کا جواب تھا!

چینی ایسی زندگی گذار رہے ہیں جس میں روحانیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی اکثریت کسی بھی دین پر عمل پیرا نہیں ہے، اور وہ کسی بھی مذہب کو قبول کرسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے میں داعیوں کو چین آنے کی دعوت دے رہا ہوں تاکہ چینیوں کے رہن سہن اور ان کی معاشرت سے واقفیت حاصل کی جائے، اور پہلے ان سے واقف ہو لیا جائے پھر حکمت سے ان کو دین اسلام کی دعوت دی جائے۔

۲۱۵ افراد نے اسلام قبول کرلیا

اس وقت سے جب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو چینی زبان میں اسلام کی دعوت دی اور دعوت کا کام کرنے والوں کی بات کا چینی زبان میں ترجمہ کیا، میرے علاوہ کوئی ایسا داعی نہیں ہے جس کو چینی زبان پر عبور حاصل ہو، اور اللہ ہی کی تعریف ہے کہ بہت ہی تھوڑی مدت میں سات سو سے زائد چینی اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اور اس وقت نئے چینی مسلمانوں کی تعداد ۲۱۵ تک پہونچ چکی ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے، جبکہ میں تنہا ہوں میں ہی داعی کے انگریزی کلمات کو چینی زبان میں منتقل کرتا ہوں تاکہ میرے ساتھی داعی کی باتوں کو سمجھ سکیں اور یہی دعوت کا مقصد ہے کہ بات پوری طرح سمجھادی جائے۔ (بشکریہ الدعوۃ)

چند قابل مطالعہ کتابیں

خطبات مفکر اسلام (حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ)

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم	جلد چہارم
120/=	120/=	120/=	120/=

- خطبات مدراس 70/= (نیا معیاری ایڈیشن) علامہ سید سلیمان ندویؒ
- مشاہیر کی ادبی و فکری شاہکار تحریریں 75/= محمد کاظم ندوی
- عورت اسلام سے پہلے اور اسلام میں (ایک تقابلی مطالعہ) محمد کاظم ندوی

ملنے کا پتہ:- ہر جگہ دستیاب ہے، مکتبہ ایوب کاکوری لکھنؤ، ۲۲۶۱۰۷

محمد طارق ندوی

سوال و جواب

قربانی کے مسائل :

س :۔ قربانی کس پر واجب ہے ؟

ج :۔ قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ مقیم پر واجب ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال حاجات اصلیہ سے زائد ہو ۔

س :۔ کیا قربانی واجب ہونے کیلئے مال پر سال کا گذرنا شرط ہے ؟

ج :۔ قربانی واجب ہونے کیلئے مال پر سال کا گذرنا شرط نہیں ہے ۔

س :۔ ایک شخص قربانی کی استطاعت رکھتا ہے پھر بھی نہیں کرتا تو کیا اس پر کچھ وعید ہے ؟

ج :۔ ہاں اس کے لئے سخت وعید ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (یعنی وہ خدا کے حضور میں حاضری کے لائق نہیں ہے) ۔

س : کیا عید الاضحیٰ کے دن یہ مستحب ہے کہ عید کی نماز تک کھانے پینے سے رکا رہے، یہ حکم کس کیلئے ہے، جو قربانی کرنے والا ہے اس کے لئے یا سب کے لئے ؟

ج :۔ یہ صرف قربانی کرنے والے کے لئے نہیں ہے بلکہ سب کے لئے مستحب ہے کہ روزہ دار کی طرح رہیں اور عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد کھائیں، اور اگر خود قربانی کی ہے تو اپنی قربانی سے کھائیں ۔

س :۔ ایک شخص پر قربانی واجب تھی، لیکن اس نے قربانی نہیں کی۔ یہاں تک کہ دن گذر گئے، تو اب وہ کیا کرے ؟

ج :۔ ایک بکری کی قیمت صدقہ کر دے اگر قربانی کیلئے جانور لیا ہے تو اس کو اختیار ہے، چاہے تو اس کو صدقہ کر دے، یا اس کی قیمت خیرات کر دے ۔

س :۔ چرم قربانی خود استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

ج :۔ خود استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اگر اس کو فروخت کر دیا ہے تو اب قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ اس کو خود استعمال نہیں کر سکتے ہیں ۔

س :۔ اگر بچہ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں ؟

ج :۔ بچہ پر قربانی واجب نہیں ہے، اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو ۔

س :۔ ایک شخص قربانی کا گوشت تقسیم نہیں کرتا، بلکہ فریزر میں رکھ کر کھاتا ہے، شرعاً اس کا یہ عمل کیسا ہے ؟

ج :۔ اس کا یہ عمل خلافِ اولیٰ ہے، کیونکہ افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے میں تقسیم کرے، ایک حصہ اپنے اہل وعیال کیلئے رکھے، ایک حصہ احباب وغیرہ میں تقسیم کرے ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے ۔

س :۔ کیا اس جانور کی قربانی کر سکتے ہیں جو ایک آنکھ سے دیکھتا ہو۔ اسے دوسری آنکھ سے نہ دکھائی دیتا ہو ؟

ج :۔ نہیں! ایسے جانور کی قربانی نہیں کر سکتے ہیں ۔

س :۔ کیا اس جانور کی قربانی کر سکتے ہیں جس کے کان کٹے ہوں ؟

ج :۔ نہیں ایسے جانور کی قربانی نہیں کر سکتے ہیں، جس کے کان کٹے ہوں ۔

س :۔ کیا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے ؟

ج :۔ واجب نہیں ہے ۔

بمبئی کے قارئینِ "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

عالمِ اسلام

برطانیہ میں اسلامی تربیت کے مدارس کا قیام

برطانیہ کے نومسلم داعی اسلام یوسف اسلام کا کہنا ہے کہ انھوں نے برطانیہ میں مسلمانوں کی نئی نسل کی اسلامی تربیت کیلئے متعدد مدارس قائم کئے ہیں جن کا مقصد تعلیم کے ساتھ اسلامی تربیت اور ذہن سازی کی خدمت انجام دینا ہے ۔

انھوں نے کہا کہ اسلام نے عورت کو پورے حقوق عطا کئے ہیں۔ وہ دعوت کے میدان میں بھی اہم رول ادا کر سکتی ہے، اسے حصول علم میراث کرنے کے کام اور عبادت کے سارے حقوق حاصل ہیں۔ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے مسجد میں ایک جگہ خاص کر دی تھی۔ جہاں آکر وہ مردوں کی طرح نماز پڑھتی تھیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے پر ایک عورت نے اعتراض کیا جو مہر کی تعیین کے سلسلہ میں تھا تو انھوں نے اپنی رائے بدل دی تھی۔ انھوں نے کہا کہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں عورت کو تمام حقوق حاصل ہیں حتی کہ اجتہادی اور فکری امور میں بھی رائے دینے کا حق ہے اور اس کی رائے اہمیت رکھتی ہے ۔

انھوں نے کہا کہ اسلام عدل، رحمت، مساوات اور دوسروں کے ساتھ خیرسگالی کا برتاؤ کرنے کا دین ہے، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ان گرانقدر خصوصیات اور اعلیٰ اصولوں کو جو اسلام کا خاصہ ہیں دوسروں کے سامنے کھول کر بیان کریں، یوسف اسلام نے اپنے قبولِ اسلام کا • مختار احمد ندوی ضیاء العلوم رائے بریلی

تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان "لندن" میں ۱۹۷۷ء میں "المرکز الثقافی الاسلامی" میں کیا تھا۔ قبول اسلام سے قبل ان کا نام "سٹیفنس" تھا۔ اور ان کو گانے اور موسیقی سے خاصی دلچسپی تھی۔ وہ دین کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ ادیان کے سلسلہ میں ان کے ذہن میں ایسے ایسے سوالات اٹھتے تھے جو دوسرے نوجوانوں کے ذہن میں اٹھتے تھے۔ جن کا تشفی بخش جواب ملنے پر آدمی دین اختیار کر لیتا

آسٹریا میں اسرائیلی اور امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ

مقبوضہ فلسطین میں اسرائیلی زیادتیوں کے بعد اسرائیلی اور امریکی سامان کے بائیکاٹ کی جو لہر چلی ہے اس میں "آسٹریا" کے مسلمان پوری طرح شریک ہیں ۔

ایک تاجر نے بیان کیا کہ کئی مہینوں سے میں نے اپنی دوکان کیلئے امریکا اور اسرائیل کا کوئی سامان نہیں خریدا۔ اس کے باوجود فائدہ دوچند ہے، کسٹمر بھی پوری طرح اس بائیکاٹ کی تائید کر رہے ہیں۔ "زہیر" جو کہ "آسٹریا" کے ایک محلہ میں اشیاء خوردنی کی دوکان چلاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ فلسطینیوں کے قاتلوں کا معاون امریکا ہے اس کی معیشت کی کسی بھی طرح کے تعاون سے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے ۔

زہیر نے سنہ ۱۹۹۱ء ہی سے امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اور اسرائیلی سامان کا بھی بائیکاٹ کیا ان کے اس عمل کو عرب اور مسلمان گاہکوں نے جن سے یومیہ سینکڑوں روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے بنظر استحسان دیکھا وہ اس بات کی خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ وہ بائیکاٹ کا عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۔

اس میدان میں زہیر تنہا نہیں ہیں بلکہ اقصیٰ انتفاضہ کے بعد امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کا ایک رجحان چل پڑا ہے، بہت سے عرب اور مسلمان تاجر امریکی سامان کی تجارت سے گریز کر رہے ہیں ۔ آسٹریائی مسلمان تاجروں کی دوکانوں میں امریکی مصنوعات نام کی رہ گئی ہیں عربی اور اسلامی حلقوں میں امریکی مشروبات مثلاً "کوکا کولا" اور اس جیسی دوسری چیزوں کا پینا عیب سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کی جگہ ترکی اور آسٹریائی مشروبات نے لی ہے "کوکا کولا" "پیپسی" اور "سپرایٹ" کے بجائے "یلیمین" "ہیکس" "غازوز" جو ترکی شروبات ہیں کثرت سے بک رہی ہیں مشرقی مشروبات میں چائے اور دودھ بھی کثرت سے فروخت ہو رہا ہے

زہیر بڑے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر ہم سختی کے ساتھ امریکی سازو سامان کی خریداری سے رک گئے تو ہم امریکی سیاست دانوں کو مجبور کر دیں گے کہ مشرق وسطیٰ کے بارے میں اپنی پالیسی بدلیں امریکی مصنوعات اور سامان کے بائیکاٹ کا مسلم اور عرب گھرانے میں چرچا ہے وہاں کام کرنے والی تنظیمیں بھی اس سے دلچسپی لے رہی ہیں مزید یہ کہ پورے آسٹریا میں سو سے زائد مسجدوں اور عیدگاہوں کے ائمہ نے بھی اپنے خطبوں میں اس بائیکاٹ کی اہمیت کو بیان کیا ہے ۔

ڈاکٹر علامہ یوسف القرضاوی نے امریکی مصنوعات کی خریداری کی حرمت کا جو فتویٰ ٹیلیویژن پر دیا ہے اسے بھی آسٹریا کے عرب اور مسلم حلقہ میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے ۔

ممتاز ماہر تعلیم دینی حمیت اور ملی غیرت کے حامل ریاض الدین احمد کا امریکہ میں انتقال

دینی تعلیمی کونسل کے لئے مولانا علی میاںؒ کے بعد دوسرا بڑا غم

دینی تعلیمی کونسل کے نائب صدر ممتاز ماہر تعلیم اسلامیہ مجیدیہ کالج الہ آباد کے سابق پرنسپل دینی حمیت اور ملی غیرت کے لیے مشہور ریاض الدین احمد کا امریکہ میں [بلنٹیمور] فروری میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی وہ اس وقت امریکہ میں اپنے بیٹے ڈاکٹر انور عبداللہ کے پاس مقیم تھے۔ کچھ ہی دنوں بعد ہندوستان واپس آنے والے تھے کہ وقت موعود آگیا اور وطن کی سرزمین سے ہزاروں میل دور پردیس میں انھوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

دینی تعلیمی کونسل کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی نے بڑے رنج و غم کے ساتھ اُن کی طویل دینی اور ملی اور تعلیمی خدمات کا ذکر کیا۔

انھوں نے ایک تعزیتی پیغام میں ریاض الدین احمد کو ممتاز ماہر تعلیم اور دینی تعلیمی کونسل کے نائب صدر کی حیثیت سے یاد کرتے ہوئے دیرینہ روابط کی روشنی میں ناقابل تلافی خلا سے تعبیر کیا ہے انھوں نے بتایا ہے کہ مرحوم ریاض الدین احمد دینی تعلیمی کونسل کی تنظیم و تحریک میں شروع سے شریک رہے اور اپنے تعلیمی تجربات اور دینی و علمی ذہن و فکر سے نازک مرحلوں میں رہنمائی کرتے رہے انھوں نے بڑی دردمندی کے ساتھ دینی تعلیمی اور دعوتی کام کرنے والوں سے گذارش کی ہے کہ وہ مرحوم ریاض الدین صاحب کے لئے ایصال ثواب کریں اور آخرت میں بلندی درجات کی دعا کریں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے مزید کہا کہ ریاض الدین احمد مرحوم اقلیتی تعلیمی اداروں کی ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری رہ چکے تھے، اور اس وقت اس تنظیم کے بھی نائب صدر تھے۔ عصری تعلیمی اداروں کی تنظیم اور اُن کے مسائل سے متعلق اس ادارہ کے توسط سے بھی مرحوم کی خدمات اور فکرمندی کی ایک طویل تاریخ ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے،

دینی تعلیمی کونسل اور اقلیتی تعلیمی اداروں کی ایسوسی ایشن کا ایک مشترکہ تعزیتی جلسہ کونسل کے دفتر میں اس افسوسناک خبر کے فوراً بعد منعقد ہوا، جس میں سکریٹری ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی نے کہا کہ ریاض الدین احمد صاحب مرحوم کا سانحہ دوسرا بڑا غم ہے جو کہ دینی تعلیمی کونسل کو حضرت مولانا علی میاںؒ کی رحلت کے ایک سال بعد پیش آیا ہے، حضرت مولاناؒ سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ وہ مولانا کے انتہائی عقیدتمند اور خود حضرت مولاناؒ ان کی بے شمار صلاحیتوں اور اُن کی دینی دردمندی اور ملی غیرت کے قدرداں اور معترف تھے، ڈاکٹر عثمانی نے بتایا کہ دینی تعلیمی کونسل کے قیام کے وقت مرحوم ریاض الدین احمد صاحب پہلی صف کے اکابرین میں شامل تھے۔ علماء کرام اُن کا احترام کرتے تھے کہ عدیل عباسی مرحوم جو اس تحریک و تنظیم کے اصل داعی اور بانی تھے وہ کہا کرتے تھے کہ "ریاض صاحب سے مجھے بڑی تقویت پہنچتی رہتی ہے اللہ نے انھیں بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے"۔

ریاض الدین احمد مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے نامور فرزندوں میں شمار کئے جاتے تھے، مسلم عصری تعلیمی اداروں میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے ساتھ وہاں کی فضا میں اسلامی روح کو بیدار کرنے کی فکر اُن کے ذہن پر ہر لمحہ محیط رہتی تھی۔

ڈاکٹر عثمانی نے بتایا کہ ریاض الدین صاحب مرحوم کو اُردو عربی، فارسی، اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا جس کا اظہار اُن کے مضامین رپورٹوں اور خطبات میں اکثر ہوتا تھا۔ انھوں نے قرآن پاک کا مطالعہ بہت گہرائی سے کیا تھا احادیث نبوی اور دینی علوم کے بنیادی اور اہم موضوعات اُن کے شب و روز کے مطالعہ میں شامل تھے۔ ان کے اندر تصنیفی صلاحیتوں کے جوہر نمایاں تھے۔ یورپ اور امریکہ میں مسلمانوں کے حالات کا مشاہدہ کرنے اور ہندوستانی مسلمانوں کا فکری جائزہ لینے کے بعد انھوں نے قرآن کا تعلیمی منصوبہ مرتب کیا جو ہر جگہ پسند کیا گیا اور اس کے مطابق ملک، بیرون ملک اس سے استفادہ کی غرض سے اجتماعات منعقد کئے گئے "قرآن آپ سے مخاطب ہے" اُن کی ایسی تصنیف ہے جس کی اہمیت اور معنویت کو علمی حلقوں میں سراہا گیا۔ قرآن کے مطالعہ سے اُن کے سامنے سائنسی انکشافات واضح ہوئے اور وہ بھی اُن کی تحریروں کے ذریعہ نمایاں ہوتے رہے،

ڈاکٹر عثمانی نے بتایا کہ اُن کی فکر کا اصل مرکز دینی تعلیمی کونسل کی تحریک تھی اور کونسل کیلئے اُن کی شخصیت غیر معمولی اثاثہ تھی۔ جس سے ہم اس وقت محروم ہوگئے۔

تعزیتی جلسہ کے بعد جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی کی ہدایت پر ایصالِ ثواب کے بعد دفاتر بند کر دیئے گئے۔

بش انتظامیہ کے تئیں امریکی مسلمانوں کا موقف

ترجمہ: ● محمد وثیق ندوی

امریکی صدر ڈبلو جارج بش کی منصب برداری کی متعدد تقریبات میں مسلمانوں نے شرکت کی ہے۔ بش نے امریکہ کے صدر کی حیثیت سے اپنے پہلے صدارتی خطاب میں امریکہ میں پائے جانے والے تین بنیادی مذاہب میں اسلام کو شمار کیا ہے۔ اور امریکن معاشرہ کو اخلاقی اقدار و سادیات جن کی آئندہ برسوں میں امریکی سوسائٹی کو ضرورت پڑے گی سے روشناس کرانے میں مساجد و مدارس کا جو رول اور کردار رہا ہے اس کو بھی سراہا ہے۔

دوسری طرف مسلم لیڈران نے ذمہ داروں افسروں اور کانگریس اور ڈیموکریٹک پارٹی کے قائدین کو مبارکباد دینے اور مسلم مسائل سے متعلق گفتگو کرنے کیلئے بش کابینہ کے اراکین کی حلف برداری اور استقبالیہ تقریبات میں شرکت کر رہے ہیں، جیسا کہ بش کے اقتدار سنبھالنے کی تقریب میں شرکت کیلئے مسلم قائدین کو مدعو کیا گیا۔

تجزیہ نگاروں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ گذشتہ اکتوبر میں بش کی حمایت و تائید میں بڑی امریکن مسلم تنظیموں کی جانب سے پاس کی جانے والی قرارداد جس کی وجہ سے ۷۲ فیصدی مسلم ووٹروں نے بش کو ووٹ دیا، کے بعد نئی امریکی انتظامیہ اور امریکی مسلمانوں کے درمیان قربت پیدا ہوگئی ہے۔

بعض تبصرہ نگاروں کے نزدیک نئے امریکی عملہ میں عربی نژاد سابق کانگریسی رکن سینیٹر ابراہام جو اپنے وزارت کے عہد میں عربوں اور امریکی مسلمانوں کے تئیں نرم گوشہ رکھنے میں مشہور تھے کو عہدہ پر فائز کرنا عرب اور امریکی مسلمانوں کے احسان کا ایک طرح کا جواب ہے جبکہ بعض دوسرے تجزیہ نگاروں کے نزدیک نئی امریکی انتظامیہ میں یہودیوں کی عدم موجودگی ایک نہایت اہم معنیٰ خیز پہلو ہے۔

اس سے دوسری اقلیتوں کے لوگوں مثلاً ایشیا، افریقہ، اور عرب کے لوگوں کے لئے بش انتظامیہ کا دروازہ کھلا رہنے کا اشارہ ملتا ہے۔

"کیر تنظیم" کے سکریٹری نہاد عوض نے نئی انتظامیہ کے رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کا تناسب اور ان کی بڑھتی ہوئی سیاسی سرگرمی یہ دونوں چیزیں مستقبل قریب میں کسی بھی امریکی حکومت پر یہ دباؤ ڈالنے کی پوزیشن میں ہوں گی کہ وہ فیصلے لیتے وقت۔ اور قراردادیں منظور کرتے وقت مسلمانوں کے مسائل اور ان کے حقوق و مفاد کا پورا خیال رکھے۔

کیر تنظیم کی مجلس عاملہ کے صدر عمر احمد نے "آئندہ ہماری ترجیحات کیا ہوں" اس کیلئے مندرجہ ذیل دو نکاتی۔ لائحہ عمل طے کیا ہے،

۱۔ امریکی مسلمانوں کی سیاسی پوزیشن کی حفاظت جس نے فیصلہ کن مقام حاصل کرلیا ہے۔

۲۔ سیاسی، تنظیمی اور ملازمتی سطح پر مسلمانوں کی حصہ داری کی ہمت افزائی۔

(المجتمع)

محمد نعمان نیپالی

الحمدللہ رمضان المبارک کی تعطیل کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگیا۔ یوں تو اسلامی تقویم کے مطابق نئے اسلامی سال کی ابتدا محرم الحرام سے ہوتی ہے لیکن تعلیمی لحاظ سے مدارس اسلامیہ کے سالِ نو کا آغاز شوال سے ہوتا ہے، دار العلوم ندوۃ العلماء جو ایک دینی فکری ادارہ ہے یہ بھی ۶؍ شوال کو باقاعدہ کھل گیا۔ ۶؍ شوال تک جدید طلباء کے داخلے ہوتے رہے، پھر اس کے بعد ۷؍ شوال سے قدیم طلباء کے داخلے شروع ہوئے، ماشاء اللہ داخلے بھی مکمل ہوئے، تعلیم کا آغاز بھی ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے طلباء کی جمعیۃ الاصلاح نے اپنی سرگرمیاں شروع کردیں چنانچہ اس کے افتتاحی جلسے بھی ہوئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ذی قعدہ کی آٹھویں تاریخ تھی نماز مغرب کے بعد کی گھڑی تھی کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے پرشکوہ جمالیہ ہال میں جمعیۃ الاصلاح کا افتتاحی جلسہ منعقد ہوا ہے۔ ہال اپنی کشادگی کے باوجود کھچا کھچ بھر جاتا ہے، اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اس مجلس کے صدر ہوتے ہیں اور مجمع پر سکوت طاری رہتا ہے کہ ناظم جمعیۃ الاصلاح محمد طاہر الاعظمی کی زبان سے نکلے ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ اس سکوت کا پردہ چاک کرتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے۔ الفاظ و تعبیرات کا سیل رواں، تلاوتِ قرآن کریم سے ایک عجیب سماں اور ترانہ ندوۃ العلماء کے چند بند، اس کے بعد ناظم جمعیۃ الاصلاح کا تعارف ندوہ اور تعارف جمعیۃ الاصلاح سے بھرپور پُرمغز مقالہ، ڈائس پر جہاں ——— ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، معتمد تعلیمات مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی اور مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی تشریف رکھتے ہیں۔ تو وہیں مربیٔ الاصلاح مولانا شمس الحق ندوی صاحب ایڈیٹر تعمیر حیات اور جملہ اساتذۂ کرام اور مہمانانِ عظام جلوہ افروز ہیں۔

مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحب اسٹیج پر تشریف لاکر طلباء کو گرانقدر نصیحتوں سے نوازتے ہیں کہ عزیزو! محنت سے کام لو، ہمت نہ ہارو، مایوس مت ہو، کیونکہ مایوسی و ناامیدی کفر ہے۔ ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون اپنے رب کی رحمت سے صرف راہ سے ہٹے ہوئے لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔ — عزیزو! تمہارا ماضی تابناک ہے اور انشاء اللہ تمہارا مستقبل بھی روشن رہے گا، عزیزو! مغربی اقوام کو دیکھو کہ وہ اپنے کام کے سلسلہ میں جان کی بازی تک لگاتے ہیں ان کا کوئی وقت ضائع نہیں ہوتا حتیٰ کہ کھانا کھانے کا وقت بہت قلیل ہوتا ہے ان کے اندر کام کرنے کا جذبہ اور اس کی لگن ہے جس کی وجہ سے امریکہ اور دیگر یورپی ممالک فخر کرتے ہیں۔ لہٰذا آج کے نوجوانوں کو ان سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں منہمک رہنے کی ضرورت ہے۔

صدر جلسہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مختصر مگر جامع تقریر کی آپ نے فرمایا کہ معتمد تعلیمات نے آپ کے سامنے اصولی باتیں بیان کی ہیں جن پر آپ عمل کرکے کامیاب اور فائز المرام ہوسکتے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ آپ درسی کتابوں میں مہارت حاصل کرنے کے علاوہ غیر درسی کتب کا بھی مطالعہ کرتے رہیں، تقریر و تحریر پر بھی قدرت ہو۔ بغیر اس کے آپ کی تعلیم ناقص رہے گی، تقریر و تحریر پر قادر نہ ہوکر آپ دوسروں کو فائدہ نہیں پہونچا سکیں گے۔ مہتمم دار العلوم مولانا سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

انجمن الاصلاح رواق سلیمانی

فروری کی دسویں تاریخ تھی مغرب بعد کا وقت تھا۔ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ڈائس پر موجود تھے، تلاوت کلام پاک کیلئے برادرم محمد علی شفیق کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ حسب سابق ترانۂ ندوہ کے چند بند برادرم راحت عزیز نے اپنے رفقاء کے ساتھ پیش کئے، اس کے بعد ناظم انجمن محمد سلمان نسیم نے ایک مبسوط مقالہ بھی پڑھا۔ بالآخر وہ وقت بھی آیا جس کے لئے

دن گنے جاتے تھے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے

ناظم ندوۃ العلماء نے تاریخ کے حوالہ سے ایک پُرزور تقریر کی جس میں آپ نے مجاہدین کی پامردی کو واضح کیا آپ نے فرمایا کہ عقبہ بن نافع نے جب مشرقی افریقہ کو فتح کیا تو انھوں نے غیر معمولی جہاد کیا۔ طارق بن زیاد نے جب اندلس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو کشتیاں جلاکر اپنے آپ کو خدمتِ اسلام اور سرزمینِ اسپین میں دین کا ڈنکا بجانے کیلئے اپنے آپ کو وقف کردیا۔

مولانا نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا میں دو طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔ ایک لازم یعنی صرف اپنے منافع اور مصالح کو پیش نظر رکھنے والا دوسرا متعدی یعنی دوسروں کو فائدہ پہونچانے والا، لہٰذا عزیزو آپ متعدی بنیں تاکہ دوسروں کی آپ رہنمائی کرسکیں، ہر انسان کافی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے، صلاحیتوں کی مثال ایک تخم کی طرح ہے، اگر آدمی اس تخم کی دیکھ بھال کرتا ہے تو وہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک دن ثمردار درخت بن جائے گا۔ اور آپ کی صلاحیت اسی وقت رنگ لائے گی جب آپ الاصلاح کے جلسوں میں شریک ہوں گے۔ اور اس کی اہمیت کو سمجھیں گے۔

حضرت ناظم صاحب زید مجدہٗ ہی کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

النادی العربی کا افتتاح

اس بزم کے تعارف کے لئے یہ دو مصرعے پیش خدمت ہیں۔

یہ بزم ہے ان شاہینوں کی فطرت میں ہے جنکی سلطانی
یہ قلب و نظر کی دنیا ہے، ہر نقش ہے اس کا لافانی

مورخہ ۸؍ فروری کو ساڑھے گیارہ بجے جمالیہ ہال میں یہ جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء مولانا عبد اللہ عباس ندوی زید مجدہٗ نے کی، اس جلسہ میں النادی العربی کے الامین العام محمد سلمان نسیم نے نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے النادی اور دار العلوم میں النادی سے متعلق شعبہ جات کا مفصل تعارف کرایا۔ جلسہ میں مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، مولانا سعید الرحمان اعظمی ندوی، پروفیسر محمد یونس نگرامی، مولانا سید واضح رشید ندوی اور مولانا نذر الحفیظ ندوی کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام تشریف رکھتے تھے۔

مہتمم دار العلوم نے النادی العربی کی اہمیت اور اس کے فوائد نیز عربی زبان کا مقام و مرتبہ اور زمانۂ حاضر میں اس کی اہمیت و مقبولیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی! مولانا نے فرمایا کہ عربی زبان قرآن و حدیث کی زبان ہے۔ اس میں مہارت تامّہ کے بغیر دین اسلام کو سمجھنا اور جاننا ممکن نہیں؛ فی زماننا اس کی اہمیت اور بڑھ گئی، مولانا نے بلاغت کے تعلق سے فرمایا کہ قرآن فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل عرب خود بلیغ تھے، انھیں اپنی بلاغت پر ناز تھا۔ لیکن قرآن کی بلاغت کے سامنے وہ بالکل گونگے بن گئے۔

اخیر میں مخدوم گرامی قدر مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی نے عربی زبان و ادب کے بنیادی قواعد، اصول و ضوابط سے لیکر اخیر تک کے اسرار و رموز پر مختصر روشنی ڈالی۔

اعلان

قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش ہے

قادیانیت ایک فتنہ ہے۔

قادیانیت سے متعلق معلومات کے لئے

اس موضوع پر تقریر کے لئے

یا عام اصلاحی تقریر کے لئے

: رابطہ قائم کیجئے :

شعبۂ دعوت وارشاد پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007

مطالعے کی میز

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: مکتوبات مشاہیر
بنام: نواب عزیز الٰہی خاں حسن پوری مرحوم
مرتب: مولانا محب الحق پردہی۔
صفحات: ۱۹۴، سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۵۰/ روپے
ملنے کا پتہ: ادارہ ادبیات دلی ۵۸۰۳ صدر بازار دہلی۔ (انڈیا)

مکتوبات میں دو شخصیتیں ہر حیثیت سے قابل لحاظ ہوا کرتی ہیں۔ ایک کاتب دوسرے مکتوب الیہ۔ اس مجموعہ کے کاتب علماء، صلحاء، صحافی، اور دانشور حضرات ہیں اور مکتوب الیہ نواب عزیز الٰہی خاں حسن پوری مرحوم ہیں۔

مولوی محب الحق صاحب نے نواب عزیز الٰہی خاں حسن پوری مرحوم کے نام بعض مشاہیر اہل علم کے مکاتیب کا انتخاب کرکے ان پر ضروری حواشی بھی لکھے ہیں۔ ان مکاتیب میں جہاں ایک طرف علمی ادبی اور اخلاقی مسائل پر تبصرہ ہے وہیں دوسری طرف ان مکاتیب سے نکھنے والی بزرگ ہستیوں کے علاوہ خود مکتوب الیہ کی سیرت و اخلاق اور علمی و ادبی مذاق کے بارے میں بھی اچھی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

کتاب کے شروع میں تقریباً پچاس مشاہیر علماء اور بزرگوں کے سوانحی حالات بھی اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں جن میں حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، شاہ وصی اللہ الٰہ آبادیؒ، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ۔ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب عند الناس مقبول ہوگی۔

نام کتاب: ناگپور کا مسلم معاشرہ (آزادی کے بعد)
مصنف: ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل
صفحات: ۲۲۴، سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۱۰۰/ روپے
ملنے کا پتہ: رحیم اسٹورس، حیدری روڈ، مومن پورہ ناگپور،

زیر نظر کتاب میں آزادی کے بعد ۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۰ء تک ناگپور کے مسلم معاشرہ کا دینی تعلیمی، سیاسی، تجارتی، صنعتی، اخلاقی، سماجی اور اقتصادی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ناگپور کے مسلمانوں میں بیداری ہے اور دینی تعلیمی اور صنعتی اعتبار سے اچھا کردار ادا کر رہے ہیں، اور ماضی کی طرف نظر رکھکر اپنی خامیوں کو دور کرکے مزید استحکام کیلئے آئندہ کے لئے بہترین لائحہ عمل بھی طے کر رہے ہیں، کتاب کے آخر میں پچیس شخصیات کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جنہوں نے موجودہ معاشرہ کو مستحکم بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا، جن میں محمد یوسف شریف (بیرسٹر)، ڈاکٹر سید فیروز الدین، مولانا عبد الکریم پاریکھ، مولانا امیر الدین ملک اور مفتی عبد القدیر کے نام قابل ذکر ہیں۔

یہ کتاب دینی، تعلیمی، سماجی اور رفاہی کام کرنے والوں کو دعوت مطالعہ اور دعوتِ عمل دیتی ہے۔

نام کتاب: سرمایۂ نجات
شاعر: ڈاکٹر محبوب راہی
صفحات: ۲۵۶، سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۱۲۵/ روپے
ملنے کا پتہ: ایم ایم ایجنسی، بارسی ٹاکلی، ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

"سرمایۂ نجات" ڈاکٹر محبوب راہی کا مجموعہ کلام ہے جس میں حمد، مناجات، نعت، سلام، منقبت اور اصلاحی نظمیں ہیں۔

ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دل خدا تعالیٰ کی خشیت، رسولؐ سے سچی عقیدت و محبت اور عام مسلمانوں کیلئے جذبۂ ہمدردی سے معمور ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں اگر یہ سب قبول ہو جائے تو یقیناً راہی صاحب کیلئے "سرمایۂ نجات" ہو جائے۔

یہ مجموعہ کلام "ادب برائے ادب" اور "ادب برائے زندگی" کے بعد "ادب برائے ایمان" کے مطالعہ کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

نمونہ کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

یہ ظلمتوں میں بھٹک رہا ہوں مرے خدا مجھ کو نور دیدے
بصیرتِ زندگی عطا کر مجھے عاقبت کا شعور دیدے
نگاہِ لطف و کرم ہو مجھ پر خدائے برتر خدائے برتر
کہ میں سراپا گناہ پیکر خدائے برتر خدائے برتر
معاف کر دے گناہ اس کے نہیں ہے بہتر ان میں راہ کوئی
لگا دے راہی کو راہِ حق پر خدائے برتر خدائے برتر

سلام اے ظلِ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی

● حفیظ جالندھریؒ

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ یزدانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمال پاکیزہ، یہی اشغال روحانی

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

اگرچہ فقر و فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِ کسریٰ و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے دامنِ دولت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی

ترا در ہو مرا سر ہو مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

نعت

● پروفیسر سید طفیل احمد مدنی

بہ مجبوری شہ خوباں کی محفل چھوڑ آیا ہوں
میں خالی جسم لایا ہوں مگر دل چھوڑ آیا ہوں

بتاؤں کیسے کیا منزل بہ منزل چھوڑ آیا ہوں
کہیں آنسو کہیں سجدے کہیں دل چھوڑ آیا ہوں

ہوا کرتی ہے ہر دم جس جگہ انوار کی بارش
وہ محفل چھوڑ آیا ہوں وہ منزل چھوڑ آیا ہوں

منور جس کے پرتو سے ہیں سینے اہل ایماں کے
مدینے میں اک ایسا بدرِ کامل چھوڑ آیا ہوں

جواب کبھی چھیڑتے ہیں میرے ہر تارِ رگِ جاں کو
وہی نغمے وہی شورِ عنادل چھوڑ آیا ہوں

جمال و نور و نکہت سے سجی اس بزمِ رحمت میں
برائے حبِ نبیؐ اک قلبِ بسمل چھوڑ آیا ہوں

تمنا ہے کہ پھر اک بار اپنی موت سے پہلے
اسی ساحل پہ جا اتروں جو ساحل چھوڑ آیا ہوں

طفیلؔ اس کا مزا کیسے بتاؤں اپنے یاروں کو
وہاں جو لطفِ اوراد و نوافل چھوڑ آیا ہوں

شہرِ مدینہ کے نغمے

● ڈاکٹر محبوب علی محشر

شہرِ مدینہ، نازِ حرم، نازِ کبریا
خاکِ مدینہ، رشکِ فلک، رشکِ مہ لقا

بیتِ حرم ہے خلدِ زمیں، نازِ مصطفےٰ
تقسیم کرتی ہیں سماں نعمتِ خدا

باغِ مدینہ، شانِ جناں، رشکِ دو جہاں
چلتی بہار لیکے جہاں رحمتِ خدا

بوئے مدینہ، رشکِ ارم، دافعِ الم
آبِ مدینہ، آبِ شفا، آبِ طاہرہ

لطف و کرم کی جستجو، محشر کو دم بہ دم
پاتے ہیں فیض جبکہ وہاں بادشہ، گدا